کیمرا، ٹی وی اور ویڈیو کی تصاویر

علماءِ عرب کی نظر میں

مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی

(بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

شعبۂ تحقیق واشاعت

Jamia Islamia Maseehul Uloom, Bangalore

K.S. Halli, Post Kannur Village, Bidara Halli Hobli, Baglur Main Road, Bangalore - 562149

H.O # 84, Armstrong Road, Mohalla Baidwadi, Bharthi Nagar, Bangalore - 560 001

Mobile : 9916510036 / 9036701512 / 9036708149

فہرست کیمرا، ٹی وی اور ویڈیو کی تصاویر
علماء عرب کی نظر میں

کیمرا، ٹی وی اور ویڈیو کی تصاویر

علماء عرب کی نظر میں

باسمہ تعالیٰ

تمہید

عکسی تصویر اور ٹی وی اور ویڈیو کے بارے میں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ علماء ہند و پاک ہی ان کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور عالم اسلام کے دوسرے علماء جیسے علماء عرب و مصر وغیرہ سب کے سب ان کو جائز کہتے ہیں، یہ غلط فہمی خود بندے کو بھی رہی، لیکن ایک مطالعہ کے دوران علماء عرب و مصر کے متعدد فتاوی و تحریرات نظر سے گزریں تو اندازہ ہوا کہ ان کا بھی ''عکسی تصویر'' اور ''ٹی وی'' اور ''ویڈیو'' کے بارے میں وہی نقطہ نظر ہے جو ہندوستانی و پاکستانی علماء کا شروع سے رہا ہے۔ہاں اس میں شک نہیں کہ وہاں کے بعض علماء نے عکسی تصویر کو جائز کہا ہے اور ٹی وی اور ویڈیو کی تصاویر کو بھی عکس مان کر ان کو بھی جائز کہا ہے، لیکن یہ وہاں کے جمہور کا فتوی نہیں ہے، جمہور علماء اسی کے قائل ہیں کہ یہ تصاویر کے حکم میں ہیں اور اس لئے حرام و ناجائز ہیں۔اور خود وہاں کے علماء نے مجوزین کا خوب رد و انکار بھی کر دیا ہے۔اسی طرح ڈش آنٹینا جس کا فساد اب حد سے تجاوز کر گیا ہے اور اس نے امت کی تباہی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے اس کے بارے میں بھی علماء عرب کے فتاوی میں حرمت کا حکم اور اس سے بچنے کی تلقین موجود ہے۔

خیال ہوا کہ ان حضرات کے اس سلسلہ میں فتاوی کو یہاں نقل کر دیا جائے

تاکہ اب تک جو غلط فہمی یہاں کے عوام و علماء کو ہے وہ دور ہو جائے، اور آج جو اس فتنے کو علماء عرب کا حوالہ دیکر رائج کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اس کا سد باب ہو۔

اللہ تعالی سب کو ہدایت عطاء فرمائے۔ آمین۔

فقط

خادم العلم والعلماء

احقر محمد شعیب اللہ خان

۱۰/رجب المرجب/۱۴۲۹ ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عکسی تصویر حرام ہے

یہ بات ذہن میں رہے کہ اگر چہ بعض علماء مصر وعرب کی جانب سے شمسی تصویر کے جواز کا فتوی دیا گیا ہے، مگر یہ وہاں کے تمام علماء کا یا جمہور علماء کا فتوی نہیں ہے، بلکہ وہاں کے بھی جمہور علماء کا فتوی یہی ہے کہ یہ نا جائز ہے، لہذا آگے بڑھنے سے پہلے خود وہاں کے علماء کی اس سلسلہ میں تصریح ملاحظہ فرمالیجئے۔

”اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء“ سعودی حکومت کی جانب سے قائم کردہ ایک دارالافتاء اور علمی مسائل کی تحقیق کا ایک بڑا ومعتبر مرکز ہے جس کے صدر الشیخ علامہ عبدالعزیز بن باز تھے، اور متعدد حضرات علماء ومفتیان اس میں تحقیق و افتاء کے کام پر مامور ہیں اسی ”اللجنة الدائمة“ نے ایک فتوے میں کہا کہ:

”القول الصحيح الذي دلت عليه الأدلة الشرعية وعليه جماهير العلماء :أن أدلة تحريم تصوير ذوات الأرواح تضم التصوير الفوتوغرافي واليدوي،مجسما أو غير مجسم ،لعموم الادلة۔(صحیح قول جس پر شرعی دلائل دلالت کرتے ہیں اور جس پر جمہور علماء قائم ہیں، یہ ہے کہ جاندار چیزوں کی تصویر کی حرمت کے دلائل فوٹوگرافی کی تصویر اور ہاتھ سے بنائی جانے والی تصاویر سبھی کو شامل ہیں، خواہ وہ مجسم ہو یا غیر مجسم ہو، دلائل کے عام ہونے کی وجہ سے) (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ عرب کے جمہور علماء کا فتوی یہی ہے کہ شمسی تصویر حرام ہے، اور تصویر کی حرمت کا حکم اس کو بھی شامل ہے، لہذا جو لوگ یہ سمجھتے یا سمجھاتے

---

(۱) فتاوی اسلامیۃ :۳۵۵/۴

ہیں کہ عرب کے علماء شمسی تصویر کے جواز کے قائل ہیں، یہ یا تو غلط فہمی ہے یا دھوکہ ہے کیونکہ چند علماء کا فتوی سبھی کا فتوی نہیں ہو جاتا اور اتباع تو جمہور کی کرنی چاہئے، بالخصوص اس وقت جبکہ ان علماء کے اس فتوے کو جمہور علماء نے رد بھی کر دیا ہو۔

اس کے بعد ہم عرب ومصر وغیرہ کے اہم ومعروف علماء کے اس سلسلہ میں فتاوی نقل کرتے ہیں اور ساتھ ہی ان کا ترجمہ بھی کرتے ہیں تا کہ حق واضح ہو جائے۔

شیخ عبدالعزیز ابن باز کا فتوی

(۱) عالم اسلام کے معروف مفتی اور سعودی عرب کے عظیم فقیہ شیخ عبدالعزیز ابن باز جو اپنے علم وتقوے کے لحاظ ایک مستند شخصیت مانے جاتے ہیں، ان سے کسی نے پوچھا کہ ان تصاویر کا کیا حکم ہے جن میں آج عام ابتلاء ہے؟ اور لوگ اس میں منہمک ہیں؟ شیخ نے اس کا جواب بہت تفصیل سے دیا ہے، اس جواب میں شروع میں فرماتے ہیں کہ:

" فقد جاء ت الأحاديث الكثيرة عن النبي ﷺ في الصحاح والمسانيد والسنن دالة على تحريم تصوير كل ذي روح ،آدميا كان أو غيره"

(رسول اللہ ﷺ سے صحاح، ومسانید وسنن کی کتابوں میں بہت سی احادیث ہر جاندار کی تصویر کی حرمت پر دلالت کرنے والی آئی ہیں، چاہے وہ آدمی ہو یا کوئی اور چیز)

اس کے بعد اس کے دلائل ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ: "وبما ذكرنا في هذا الجواب من الأحاديث وكلام أهل العلم يتبين لمريد الحق أن توسع الناس في تصوير ذوات الأرواح في الكتب والمجلات والجرائد والرسائل خطأ بين ومعصية ظاهرة" (ہم نے جواب میں جو احادیث اور اہل علم کا کلام نقل کیا ہے اس سے حق کے متلاشی پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لوگ جو کتابوں، مجلوں،

رسالوں اور جریدوں میں جاندار کی تصویر کے سلسلہ میں وسعت برت رہے ہیں یہ واضح غلطی اور کھلا ہوا گناہ ہے)(۱)

(۲) ایک اور فتوے میں شیخ عبدالعزیز ابن باز فرماتے ہیں کہ:

" لا ریب أن إخراج المجلات والصحف الیومیة وغیرها بدون تصویر هو الواجب ؛لأن الرسول ﷺ لعن المصورین وأخبر أنهم أشد الناس عذابا یوم القیامة ،وهذا یعم التصویر الشمسي والتصویر الذي له ظل ،ومن فرق فلیس عنده دلیل علی التفرقة "

(بیشک مجلّات اور روزنامے وغیرہ کا بغیر تصویر کے شائع کرنا ہی واجب ہے ،کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تصویر لینے والوں پر لعنت کی ہے اور یہ خبر دی ہے کہ وہ لوگ قیامت کے دن سب لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب میں ہوں گے، اور یہ وعید شمسی تصویر اور اس تصویر کو جس کا سایہ ہوتا ہے عام ہے اور جو شخص ان دونوں میں فرق کرتا ہے اس کے پاس اس فرق کی کوئی دلیل نہیں ہے)(۲)

(۳) ایک صاحب نے ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے شمسی تصویر کو آئینہ میں پڑنے والے عکس کے برابر قرار دیا ،اس کتاب پر الشیخ عبدالعزیز ابن باز نے رد کیا اور ان صاحب کے قیاس کا جواب دیتے ہوئے لکھا کہ:

"ویقال له أیضاً : لقد أخطأت في التسویة والقیاس من وجهین : أحدهما أن الصورة الشمسیة لا تشبه الصورة في المرآة لأن الصورة الشمسیة لا تزول عن محلها والفتنة بها قائمة ، وأما الصورة في المرآة فهي غیر ثابتة تزول بزوال المقابل لهاوهذافرق واضح لا یمتري فیه عاقل

(۱) فتاوی شیخ ابن باز: ۴/ ۱۷۹-۱۸۹ (۲) فتاوی شیخ ابن باز: ۵/ ۱۳۳

. والثانی أن النص عن المعصوم ﷺ جاء بتحریم الصور مطلقا و نص علی تحریم ما هو من جنس الصورة الشمسیة کالصورة فی الثیاب والحیطان " (ان صاحب سے کہا جائے گا کہ تم نے دونوں (شمسی تصویر وآئینے کے عکس) کو برابر قرار دینے اور اس قیاس میں دو وجہ سے غلطی کی ہے: ایک اس لئے کہ شمسی تصویر آئینے کی تصویر کے مشابہ نہیں ہوتی، کیونکہ شمسی تصویر اپنے محل سے زائل نہیں ہوتی اور فتنہ اس شمسی تصویر کے ساتھ قائم ہوتا ہے، اور رہی آئینے کی تصویر تو وہ غیر پائیدار زائل ہونے والی ہوتی ہے جو مقابل کی چیز کے زائل ہونے سے زائل ہو جاتی ہے، یہ ایسا واضح فرق ہے جس میں کسی عاقل کو شبہ نہیں ہوسکتا، اور دوسرے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ سے جو نص وارد ہے وہ مطلقاً تصویر کی حرمت بیان کرتی ہیں ، اور اس نے تصویر شمسی جیسی تصویر کے حرام ہونے کی تصریح کی ہے جیسے کپڑے اور دیوار کے اوپر کی تصویر)(۱)

شیخ علامہ عبداللہ بن عقیل کا فتوی

شیخ علامہ عبداللہ بن عقیل رحمہ اللہ جو ملک عبدالعزیز کے زمانے میں ریاض میں عہدۂ قضاء وافتاء پر مامور رہے، اور بہت بڑے علامہ مانے جاتے تھے، ان سے سوال کیا گیا کہ مجسمہ کی تصویر اور شمسی تصویر میں کیا فرق ہے؟ اس کا جواب آپ نے یہ دیا کہ:

"وهذ یعم تصویر کل مخلوق من ذوات الأرواح من آدمیین وغیرهم ، ولا فرق أن تکون الصورة مجسدةً أو غیرَ مجسدةٍ ، وسواء

---

(۱) فتاوی الشیخ بن باز: ۱۸۸/۳

أُخِذَتُ بالآلة أو بالأصباغ والنقوش أو غيرها لعموم الأحاديث ، و من زعم أن الصورة الشمسية لا تدخل في عموم النهي ، وأن النهي مختصٌّ بالصورة المجسمة وبما له ظل فهذا تفريق بغير دليل ،لأن الأحاديث عامة في هذا ،ولم يفرق بين صورة و صورة ، و قد صرح العلماء بأن النهي عام للصور الشمسية وغيرها كالإمام النووي و الحافظ ابن حجر وغيرهما'' (**یہ حرمت کا حکم ہر جاندار مخلوق کی تصویر کو عام ہے خواہ وہ انسان ہو یا کوئی اور مخلوق ، اور احادیث کے عموم کی وجہ سے اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ تصویر مجسمہ ہو یا غیر مجسمہ ہوا، اور خواہ وہ کسی آلہ سے لی گئی ہو یا رنگوں یا نقش وغیرہ سے بنائی گئی ہو، سب کا حکم ایک ہے، اور جس نے یہ خیال کیا کہ شمسی تصویر منع کے حکم میں داخل نہیں اور یہ کہ منع ہونا مجسم صورت اور سایہ دار چیزوں کی تصویر کے ساتھ خاص ہے تو یہ تفریق بغیر دلیل ہے، کیونکہ احادیث اس سلسلہ میں عام ہیں، جو ایک قسم اور دوسری قسم میں کوئی فرق نہیں کرتیں ،اور علماء جیسے امام نووی اور حافظ ابن حجر وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ یہ منع کا حکم شمسی وغیر شمسی تصویر سب کو شامل ہے**)(۱)

شیخ علامہ عبدالرزاق العفیفی کا فتوی

شیخ علامہ عبدالرزاق العفیفی جو کبھی مصر کی معروف یونیورسٹی ''**جامعة الا زهر**'' میں استاذ تھے اور بعد میں سعودی حکومت میں ''**اللجنة الدائمة**'' میں مفتی کے عہدے پر فائز رہے،انہوں نے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ:

" أما التصوير الشمسى لذوات الأرواح فهو محرم و ممنوع ،

(۱) فتاوی الشیخ عبداللہ بن عقیل:۲/۵۵۰

لأن فيه مضاهاة لخلق الله ، ولأن فاعله من أظلم الناس الخ (رہی جاندار کی شمسی تصویر تو وہ حرام وممنوع ہے، کیونکہ اس میں اللہ کی تخلیق سے مشابہت ونقالی ہے اوراس لئے بھی کہ اس کام کوانجام دینے والا ظالم لوگوں میں سے ہے)(۱)

علامہ شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ کا فتوی

سعودی عرب کے قاضی القضاۃ ومفتی علامہ شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ جو سعودی عرب میں مختلف بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے، وہاں کے مفتی بھی رہے، قاضی القضاۃ بھی رہے، الجامعہ الاسلامیہ، مدینہ کے رئیس بھی رہے، اور رابطۂ عالم اسلامی کے صدر بھی رہے، ان کے فتاوی شاہ فیصل رحمہ اللہ کے حکم پر جمع کئے گئے ہیں۔ان کے فتاوی سے یہاں چند فتاوی نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) ان سے ایک سوال اس سلسلہ میں کیا گیا تو انھوں نے اس کا جواب یہ لکھا ہے کہ:" فإن التصوير الشمسي وإن لم يكن مثل المجسّد من كل وجه فهو مثله في علة المنع ، وهي إبراز الصورة في الخارج بالنسبة إلى المنظر ، ولهذا يوجد في كثير من المصورات الشمسية ما هو أبدع في حكاية المصور حيث يقال : هذه صورة فلان طبق الأصل . وإلحاق الشيء بالشيء لا يشترط المساواة من كل وجه كما هو معلوم . وهذا لو لم تكن الأحاديث ظاهرةً في التسوية بينهما ، فكيف وقد جاءتْ أحاديثُ عديدةٌ واضحةُ الدلالة في المقام .وقد زعم بعض مجيزي التصوير الشمسي أنه نظير ظهور الوجه في المرآة و نحوها من الصقيلات ، و هذا فاسد ؛ فإن ظهور الوجه في المرآة ونحوها شيء غير مستقر ، وإنما يُرى بشرط بقاء

(۱) فتاوی الشیخ عبدالرزاق العفیفی :۲۱۱

المقابلة ، فإذا فَقَدَتِ المقابلة فَقَدَ ظهورُ الصورة في المرآة ونحوها بخلاف الصورة الشمسية ؛ فإنها باقية في الأوراق و نحوها مستقرةً . فإلحاقها بالصورة المنقوشة باليد أظهر وأوضح وأصح من إلحاقها بظهور الصورة في المرآة ونحوها ؛ فإن الصورة الشمسية وبدوّ الصورة في الأجرام الصقيلة ونحوها يفترقان في أمرين : أحدهما الاستقرار والبقاء ، والثاني :حصول الصورة عن عمل و معالجة "

(تصویر شمسی اگر چہ کہ ہر لحاظ سے مجسمہ کی طرح نہیں ہے لیکن منع کی علت میں اس کے مشابہ ہے اور وہ علت منظر کے لحاظ سے خارج میں صورت کا ظاہر کرنا ہے، اسی وجہ سے بہت سی شمسی تصاویر میں آدمی کی نقل بہت ہی عمدہ نظر آتی ہے جس کی وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اصل کے مطابق فلاں کی صورت ہے، اور جیسا کہ معلوم ہے ایک چیز کو دوسری چیز سے لاحق کرنے میں تمام اعتبارات سے برابر ہونا کوئی شرط نہیں ہے ۔ یہ بات تو اس صورت میں ہے جبکہ احادیث دونوں قسم کی تصاویر کے مابین برابری ہونے میں ظاہر نہ ہوں، پھر کیا خیال ہے جبکہ متعدد احادیث اس مقام میں واضح الدلالت بھی وارد ہوئی ہیں؟ اور بعض شمسی تصویر کو جائز کہنے والوں نے یہ خیال کرلیا ہے کہ یہ شمسی تصویر آئینہ وغیرہ صاف و شفاف چیزوں میں دکھائی دینے والے چہرہ کی طرح ہے، اور یہ بات فاسد ہے، کیونکہ آئینہ وغیرہ میں چہرے کا دکھائی دینا ایک غیر مستقر چیز ہے، اس میں اس وقت دکھائی دیتا ہے جبکہ ایک دوسرے کے مقابل ہوں اور جب ایک دوسرے میں تقابل نہ رہے تو یہ دکھائی دینا بھی ختم ہو جاتا ہے، بخلاف شمسی تصویر کے کہ وہ اوراق وغیرہ پر قائم رہ جاتی ہے، لہذا اس کو ہاتھ سے نقش کی ہوئی تصویر سے ملحق قرار دینا بنسبت آئینہ کی تصویر کے زیادہ ظاہر و واضح اور

اصح ہے، کیونکہ شمسی تصویر اور شفاف چیزوں میں اجسام کے ظاہر ہونے میں دوطرح فرق ہے ایک یہ کہ استقرار و بقاء میں اور دوسرے عمل و کام سے تصویر کے حاصل ہونے میں)(۱)

(۲) مفتی علامہ شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ نے ایک اور موقعہ پر لکھا ہے کہ:

"وهذ يعم تصوير كل مخلوق من ذوات الأرواح من آدميين وغيرهم ، ولا فرق أن تكون الصورة مجسدةً أو غيرَ مجسدةٍ ، وسواء أُخِذَتُ بالآلة أو بالأصباغ والنقوش أو غيرها، لعموم الأحاديث ، و من زعم أن الصورة الشمسية لا تدخل في عموم النهي ، وأن النهي مختصٌّ بالصورة المجسمة وبما له ظل فزعمه باطل ،لأن الأحاديث عامة في هذا ،ولم تفرق بين صورة و صورة وقد صرح العلماء بأن النهيعام للصور الشمسية وغيرها كالإمام النووي والحافظ ابن حجر وغيرهما ـ

(یہ حرمت کا حکم ہر جاندار مخلوق کی تصویر کو عام ہے خواہ وہ انسان ہو یا کوئی اور مخلوق، اور احادیث کے عموم کی وجہ سے اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ تصویر مجسمہ ہو یا غیر مجسمہ ہوا، اور خواہ وہ کسی آلہ سے لی گئی ہو یا رنگوں یا نقش وغیرہ سے بنائی گئی ہو، سب کا حکم ایک ہے، اور جس نے یہ خیال کیا کہ شمسی تصویر منع کے حکم میں داخل نہیں اور یہ کہ منع ہونا مجسم صورت اور سایہ دار چیزوں کی تصویر کے ساتھ خاص ہے تو اس کا خیال باطل ہے، کیونکہ احادیث اس سلسلہ میں عام ہیں، جو ایک قسم اور دوسری قسم میں کوئی فرق نہیں کرتیں ، اور علماء جیسے امام نووی اور حافظ ابن حجر وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ یہ منع کا حکم شمسی و غیر شمسی تصویر سب کو شامل ہے)(۲)

---

(۱) فتاوی ورسائل شیخ محمد بن ابراہیم :۱/۱۳۱ (۲) فتاوی ورسائل شیخ محمد بن ابراہیم :۱/۱۳۴

(۳)ایک اور جگہ شیخ محمد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ:

"الصور هي أحد ما لا يصح بيعه ، سواء المأخوذة بالشمسية هذه، أو نسج .ولا منفعة فيها إلا مطالعة الصور ، فحرم اللّٰه التصوير ، وإبقاء ه واستعماله ، فلا يجوز ذلك" (تصاویر ان چیزوں میں سے ایک ہیں جن کی خرید وفروخت صحیح نہیں ،خواہ وہ کیمرے سے لی گئی ہو یا بنی گئی ہو،اوراس میں کوئی فائدہ نہیں سوائے اس کے کہ اس کو دیکھا جائے ،لہذا اللہ نے تصویر لینے کو،اس کے باقی رکھنے کو،اوراس کے استعمال کوحرام قرار دیا ہے،لہذا یہ جائز نہیں ہے)(۱)

(۴)ایک اور موقعہ پر آپ نے لکھا ہے کہ:

" الصور سواء مما يمسك باليد وله ظل أو المأخوذات بالآلة أو بالصبغ أو بالخياطة كلها جميعا داخلة في التغليظ في التصوير الوارد في الأحاديث ، والتصوير الشمسي أبلغ في المضاهاة" (تصاویر خواہ وہ ہاتھ سے بنائی جائیں اوران کا سایہ ہو یا آلے سے لی جائیں یا رنگ سے یا سیون سے بنائی جائیں سب کی سب تصویر کی حرمت میں داخل ہیں جو احادیث میں وارد ہوئی ہے ،اور شمسی تصویر تو اللہ کی تخلیق میں مشابہت میں اور بڑھی ہوئی ہے) (۲)

علماء "اللجنۃ الدائمۃ" کے فتاوی

"اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء" سعودی حکومت کی جانب سے قائم کردہ ایک دارالافتاء اور علمی مسائل کی تحقیق کا ایک بڑا ومعتبر مرکز ہے جس کا ذکر ہم نے ابتداء میں کیا ہے،اس "اللجنة الدائمة" سے بھی متعدد فتاوی میں یہی

(۱) فتاوی ورسائل محمد بن ابراہیم :۳/۷ (۲) فتاوی ورسائل محمد بن ابراہیم :۱۲۵/۸

بات بار بار اور پوری شدت کے ساتھ کہی گئی ہے، میں یہاں '' فتاوی اللجنة الدائمة'' سے اس سلسلہ کے چند فتاوی نقل کرتا ہوں۔

(ا) ''اللجنة الدائمة'' سے ایک سوال کیا گیا ہے جس میں سائل نے شیخ عبدالعزیز بن باز سے پوچھا ہے کہ فوٹو گرافی کی تصویر شمسی کیا ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر کے حکم میں داخل ہے؟ جبکہ بعض نے کہا ہے کہ اس میں صرف ایک بٹن دبانا ہوتا ہے، اور ہاتھ سے کوئی کام نہیں ہوتا لہذا جائز ہے۔ اور اس شخص نے کویت کے ایک رسالہ میں آپ کی تصویر بھی چھپی ہوئی دکھائی، تو کیا ہم اس کو دلیل جواز سمجھیں؟ اور متحرک تصاویر جیسے ٹیلی ویژن کی تصویر دیکھنے کا کیا حکم ہے؟

اس کے جواب میں ''اللجنة الدائمة'' نے کہا کہ:

''التصوير الفوتوغرافي الشمسي من أنواع التصوير المحرّم ، فهو والتصوير عن طريق النسيج والصبغ بالألوان والصور المجسّمة سواءٌ في الحكم . والاختلاف في وسيلة التصوير وآلته لا يقتضي اختلافاً في الحكم .و ظهور صورتي في مجلتي ''المجتمع'' و''الاعتصام'' مع فتواي في أحكام الصيام ليس دليلاً على إجازتي التصويرَ ، ولا على رضاي به فإني لاأعلم بتصويرهم لي''

(شمسی تصویر بھی حرام تصویروں کی ایک قسم ہے، پس یہ تصویر اور بُنی جانے والی اور رنگی جانے والی اور ہاتھ سے بنائی جانے والی تصویر سب برابر ہے۔ تصویر سازی کے وسیلہ اور آلہ کا مختلف ہونا حکم کے مختلف ہونے کا تقاضا نہیں کرتا۔ اور میری کتاب '' احکام الصیام'' میں حرمت کے فتوے کے باوجود میری تصویر کا مجلّہ ''المجتمع'' اور ''الاعتصام'' میں شائع ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ میں نے اجازت دی ہے یا میں

اس سے راضی ہوں؛ کیونکہ مجھے ان کے تصویر لینے کا کوئی علم ہی نہیں ہے)(۱)

(۲)" فتاوى اللجنة الدائمة "میں ایک سوال کے جواب میں کہا گیا ہے ،اوراس فتوے پر چار حضرات علماء کے دستخط ہیں: شیخ علامہ عبدالعزیز ابن باز، شیخ عبد الرزاق عفیفی، شیخ عبداللہ بن غدیان اور شیخ عبداللہ بن قعود، فتوے میں ہے کہ:

"وليس التصوير الشمسي مجرد انطباع ، بل عمل بآلة ينشأ عنه الانطباع فهو مضاهاة لخلق الله بهذه الصناعة الآلية ، ثم النهي عن التصوير عام ، لما فيه من مضاهاة خلق الله ، والخطر على العقيدة والأخلاق ، دون نظر إلى الآلة والطريقة التي يكون بها التصوير"(شمسی تصویر محض عکس نہیں ہے بلکہ آلے کے واسطے سے ایک عمل ہے جس سے عکس پیدا ہوتا ہے، لہذا وہ بھی اس آلے کی فنکاری کے ذریعہ اللہ کی تخلیق کی نقالی ہے۔ پھر یہ تصویر کا ممنوع ہونا سب صورتوں کو عام ہے، کیونکہ اس میں آلہ وطریقہ جس سے تصویر لی جارہی ہے اس سے قطع نظر تخلیق خداوندی کی مشابہت اور عقیدہ واخلاق پر خطرہ پایا جاتا ہے)(۲)

(۳)''اللجنۃ الدائمۃ'' کے مفتیان سے سوال کیا گیا کہ چند دوستوں میں شمسی تصویر لینے اور اس کو رکھنے کے بارے میں اختلاف ہوگیا اور کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے ،لہذا آپ بتائیں کہ اس کا کیا حکم ہے؟ اس کا جواب فاضل مفتیان نے یہ لکھا ہے کہ:

" التصوير الشمسي للأحياء من إنسان أو حيوان والاحتفاظ بهذه الصور حرام ،بل هو من الكبائر ، لما ورد في ذلك من الأحاديث

---

(۱)فتاوى اللجنة الدائمة:۱/۴۶۳،رقم الفتوی:۳۳۷۴ (۲)فتاوى اللجنة الدائمة:۱/۴۶۶ رقم الفتوی:۴۵۱۳

الصحيحة المتضمنة للوعيد الشديد والمنذرة بالعذاب الأليم للمصورين ومن اقتنى هذه الصور ، ولما في ذلك من التشبه بالله في خلقه للأحياء ولأنه قد يكون ذريعةً إلى الشرك كصور العظماء والصالحين أو باباً من أبواب الفتنة كصور الجميلات والممثلين والممثلات والكاسيات العاريات"(انسان وحیوان وغیرہ جاندار چیزوں کی شمسی وعکسی تصویر لینا اوران کو باقی رکھنا حرام ہے بلکہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے،ان احادیث صحیحہ کی وجہ سے جو تصویر کشی کرنے والوں کو سخت وعیداور دردناک عذاب کی دھمکی پر مشتمل ہیں،اوراس لئے کہ اس میں اللہ کے ساتھ زندوں کو پیدا کرنے میں تشبہ ہے،اوراس لئے کہ یہ شرک کا ذریعہ ہے جیسے بڑے لوگوں اور صالحین کی تصویروں میں ہوتا ہے اور یہ فتنے کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جیسے خوبصورت عورتوں اور فلم ایکٹروں اور ایکٹرس اور نیم عریاں عورتوں کی تصویروں میں ہوتا ہے)(۱)

(۴)" اللجنة الدائمة" سے ایک صاحب نے سوال کیا ہے کہ: ہم یہ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تصویر بنانے والوں پر لعنت کی ہے،لیکن یہ تصویر بنانے والے کون ہیں؟ کیا وہ لوگ مراد ہیں جو مجسمے بناتے ہیں یا وہ بھی جو فوٹو گرافی کی تصویر لیتے ہیں؟اس کا جواب " اللجنة الدائمة" کی جانب سے یہ دیا ہے کہ:

"تصوير ذوات الأرواح حرام،سواء كان تصويراً مجسماً أوشمسياً أونقشاً بيدأو آلة لعموم أدلة تحريم التصوير"(حرمتِ تصویر کے دلائل کے عام ہونے کی وجہ سے جاندار چیزوں کی تصویر حرام ہے،چاہے وہ مجسمہ کی تصویر ہو یا عکسی تصویر ہو یا ہاتھ یا کسی آلہ سے نقش کی ہوئی ہو)(۲)

---

(۱)فتاوی اللجنة الدائمة :۴۵۹/۱،رقم الفتوی:۱۹۷۸(۲)فتاوی اللجنة الدائمة:۴۶۲/۱، رقم:۳۲۴۷

(۵) "اللجنة الدائمة " سے **ایک سوال** یہ کیا گیا ہے کہ **مصوِّرین** (واو کے زیر کے ساتھ ،یعنی تصویر بنانے والوں) پر **لعنت** تو وارد ہوئی ہے ،کیا مصوَّرین (واو کے زبر کے ساتھ،یعنی جن کی تصویر لی جائے ان) پر بھی کسی خاص دلیل میں **لعنت** وارد ہے؟ تو اس **سوال کا جواب** یہ دیا کہ:

"کما أن الأدلة وردت في لعن المصورين و توعدهم بالنار في الدار الآخرة ، فكذلك الذي يقدّم نفسَه من أجل أخذ صورة لها داخل في ذلك..................ولا يدخل في ذلك من اقتضت الضرورة أن يأخذ صورةً له"(جس طرح دلائل تصویر بنانے والوں پر **لعنت** اوران کو آخرت میں دوزخ کی آگ کی دھمکی کے سلسلہ میں وارد ہیں اسی طرح جو شخص اپنی تصویر لینے کے لئے خود کو پیش کرتا ہے وہ بھی اس میں داخل ہے ،.................. ہاں وہ اس میں داخل نہیں جسے تصویر لینے کی ضرورت پیش آئی ہو)(۱)

(٦)" اللجنة الدائمة" سے **سوال** کیا گیا کہ:''درسی کتابوں میں جو توضیح و تفہیم کے لئے تصویر ہوتی ہے،اسی طرح علمی کتابوں ،مجلّات ورسائل میں جو تصاویر ہوتی ہیں جن کا ہونا توضیح وتفہیم کے لئے ضروری ہوتا ہے ان کا کیا حکم ہے؟" اللجنة الدائمة" کے علماء کا **جواب** یہ تھا کہ:

"تصوير ذوات الأرواح حرام مطلقاً، لعموم الأحاديث التي وردت في ذلك ،وليست ضرورية للتوضيح في الدراسة ، بل هي من الأمورالكمالية ، لزيادة الاإيضاح ، وهناك غيرها من وسائل الإيضاح يمكن الاستغناء بها عن الصور في تفهيم الطلاب والقراء ، وقد مضى على الناس قرون وهم

(۱) فتاوی الجنة الدائمة :۱/۷۰۴،رقم الفتوی:۲۲۲

في غنىً عنها في التعليم والإيضاح ، و صاروا مع ذلك أقوى منّا علماً وأكثر تحصيلاً وما ضرّهم ترك الصور في دراستهم "

(جاندار کی تصویر مطلقا حرام ہے،ان احادیث کے عموم کی وجہ سے جو اس بارے میں آئی ہیں،اور یہ تصاویر تعلیم کے لئے کوئی ضروری نہیں ہیں، بلکہ محض زیادہ وضاحت کی وجہ سے امور کمال میں سے ہو سکتے ہیں،اور یہاں ان کے علاوہ توضیح و تفہیم کے دوسرے وسائل بھی موجود ہیں جن کے ذریعہ طالب علموں اور پڑھنے والوں کو سمجھانے کا کام لیکر تصاویر سے مستغنی ہو سکتے ہیں ۔اور لوگوں پر کئی زمانے ایسے گزرے ہیں کہ وہ تعلیم و تفہیم میں ان تصاویر سے مستغنی تھے اور اس کے باوجود علم میں ہم سے زیادہ قوی اور تحصیل میں ہم سے زیادہ وسیع رہے،اور ان کو تصاویر کا ترک کرنا کچھ نقصان نہیں دیا)(۱)

(۷) ایک سوال کے جواب میں ''اللجنة الدائمة'' کے علماء ومفتیان حضرات نے لکھا ہے:

" تصوير الأحياء حرام ، بل من كبائر الذنوب ، سوء اتخذ المصور ذلك مهنةً له أم لم يتخذ مهنةً ، و سواء كان التصوير نقشاً أم رسماً بالقلم و نحوه أم عكساً بالكاميرا و نحوها من الآلات ،أم نحتاً لأحجار و نحوها ، و سواء كان ذلك للذكرى أم لغيرها "

(جاندار کی تصویر حرام ہے بلکہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے،خواہ تصویر لینے والے نے اس کام کو پیشہ بنالیا ہو یا وہ پیشہ نہ بنایا ہو،اور خواہ وہ تصویر نقش ہو یا قلم وغیرہ سے بنائی ہو یا کیمرے وغیرہ آلات سے لیا ہوا عکس ہو یا درختوں وغیرہ کو کاٹ

---

(۱)فتاوی اللجنة الدائمة :۱/۴۸۰،رقم الفتوی:۹۳۴۹

کر بنایا ہو، پھر وہ برائے یادداشت ہو یا کسی اور وجہ سے لی گئی ہو) (۱)

(۸)"اللجنة الدائمة" سے سوال کیا گیا کہ": برطانیہ میں بعض علماء حالت جماعت میں نمازیوں کی اور قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے بچوں کی تصویریں لینے کے قائل ہیں کیونکہ ان تصاویر کو جب مجلّات وجرائد میں نشر کیا جاتا ہے تو غیر مسلم اس سے متأثر ہوتے اور اسلام اور مسلمانوں کو جاننے میں رغبت کرتے ہیں؟ اس کے جواب میں مفتیان کرام نے لکھا ہے:

"تصوير ذوات الأرواح حرام ، سواء كانت الصور لإنسان أم حيوان آخر ، وسواء كانت لمصلّ أم قارئ قرآن أم غيرهما ، لما ثبت في تحريم ذلك من الأحاديث الصحيحة ، ولا يجوز نشر الصور في الجرائد والمجلات والرسائل ، ولو كانت المصلين أو المتوضئين أو قراء ة القرآن رجاءَ نشر الاسلام والترغيب في معرفته والدخول فيه ، لأنه لا يجوز اتخاذ المحرمات وسيلة البلاغ و نشر الاسلام ، ووسائل البلاغ المشروعة كثيرة فلا يعدل عنها إلى غيرها مما حرمه اللّٰه . والواقع من التصوير في الدول الاسلامية ليس حجةً على جواز ه ، بل ذلك منكر للأدلة الصحيحة في ذلك ، فينبغي انكارالتصوير عملاً بالأدلة"

(جاندار کی تصویر حرام ہے خواہ وہ انسان کی ہو یا کسی اور جاندار کی، اور خواہ وہ کسی مصلی کی ہو یا قارئ قرآن کی یا ان کے علاوہ کسی اور کی، کیونکہ اس کی حرمت کے بارے میں احادیث صحیحہ ثابت ہیں، اور اسلام کی نشر واشاعت اور غیروں کے اسلام کی جانب رغبت یا اس میں داخل ہونے کی امید پر تصاویر کا جرائد ورسائل میں

---

(۱) فتاوی اللجنة الدائمة :۱/۴۸۴، رقم الفتوی:۲۳۹۶

شائع کرنا بھی جائز نہیں ، اگر چہ کہ وہ نماز پڑھنے والوں کی یاوضو کرنے والوں یاقرآن پڑھنے والوں کی تصاویر ہوں، کیونکہ حرام چیزوں کواسلام کی تبلیغ واشاعت کا ذریعہ بنانا جائز نہیں، جبکہ مشروع وسائل تبلیغ ودعوت بھی بہت سے موجود ہیں،توان وسائل کوجنہیں اللہ نے حرام قرار دیا ہے اختیار کرکے مباح وسائل سے اعراض نہیں کیا جاسکتا،اور رہا عرب ممالک میں تصویر کا رواج تو یہ اس کے جواز پر حجت نہیں ہے، بلکہ یہ دلائل صحیحہ کی وجہ سے منکر ہے اور تصویر پر انکار ونکیر دلائل پر عمل کرتے ہوئے ضروری ہے)(۱)

(۹)"اللجنة الدائمة "سے ایک سوال میں پوچھا گیا کہ کلاسیکی وفنی تصویریں بنانے کا کیا حکم ہے؟اس کے جواب میں حضرات علماء''اللجنة الدائمة'' نے اپنے فتوے میں کہا ہے کہ:

''مدار التحريم في التصوير كونه تصويراً لذوات الأرواح ، سواءٌ كان نحتاً أم تلويناً في جدار أو قماش أو ورق ، أم كان نسيجاً ، و سواءٌ كان بريشةٍ أم قلم أم بجهاز ،وسواء كان للشيء على طبيعته أم دَخَلَهُ الخيالُ ، فصُغِّرَ أو كُبِّرَ أو جُمِّلَ أو شُوِّهَ أو جعل خطوطاً تُمَثِّلُ الهيكل العُظْمٰى ، فمناط التحريم كون ما صُوِّرَ من ذوات الأرواح ولو كالصور الخيالية التي تجعل لمن يمثل القُدَامٰى من الفراعنه و قادة الحروب الصليبية و جنودها ، و كصورة عيسى و مريم المقامتين في الكنائس"

(حرمتِ تصویر کا مدار جاندار کی تصویر ہونا ہے خواہ وہ تراش کر ہو یا دیوار،

(۱) فتاوی اللجنة الدائمة :۱/۴۸۶-۴۸۷،رقم:۲۹۲۲

کپڑے یا کاغذ پر رنگنے سے ہو، یا بننے سے ہو، اور خواہ وہ ریشہ سے ہو یا قلم سے یا آلے سے ہو، اور خواہ وہ کسی چیز کی اصل فطرت پر بنائی جائے یا اس میں خیال کو دخل ہو اور اصل سے چھوٹی یا اس سے بڑی یا اس سے خوبصورت یا بدصورت بنائی جائے، یا لکیریں کھینچ کر اس طرح بنائی جائے کہ کسی بھاری بھرکم ہیکل کا پارٹ ادا کرے۔ الغرض مدار حرمت جاندار چیزوں کی تصویر ہونا ہے، اگرچہ کہ وہ خیالیہ صورتیں ہی کیوں نہ ہوں جو (مثلاً) فراعنہ یا صلیبی جنگوں کے قائدین اور سپاہیوں میں سے پرانے لوگوں کا پارٹ ادا کرے، یا جیسے حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی وہ تصاویر جو چرچ میں نصب کی گئی ہیں)(۱)

(۱۰)فتاوی اللجنة الدائمة: میں ہے کہ یہ سوال کیا گیا کہ: ”ماحکم تصویر الصور الشمسیة للحاجة أو الزینة ؟ (شمسی تصویر کسی حاجت یا برائے زینت لینے کا کیا حکم ہے؟) اس کا جواب وہاں کے متعدد علماء نے لکھا کہ:

”تصویر الأحیاء محرّم ، إلا ما دعت إلیه الضرورة کالتصویر من أجل التابعیة و جواز السفر ،وتصویر المجرمین لضبطهم و معرفتهم ، لیقبض علیهم إذا أحدثوا جریمة ولجأوا إلی الفرار ، و نحو هذا مما لا بد منه“(جاندار چیزوں کی تصویر حرام ہے الا یہ کہ کوئی ضرورت اس کا تقاضا کرے، جیسے شہریت اور پاسپورٹ کے لئے تصویر، یا مجرمین کو پکڑنے اور پہچاننے کے لئے ان کی تصویر لینا تاکہ جرائم کے ارتکاب اور راہ فرار اختیار کرنے پر ان کو پکڑا جاسکے، یا اس جیسے ضروری کام جن کے بغیر چارہ نہیں)(۲)

---

(۱)فتاوی اللجنة الدائمة :۴۸۲/۱، رقم: ۵۰۶۸ (۲)فتاوی اللجنة الدائمة :۴۵۸/۱، رقم الفتوی: ۲۶۰

یہاں تک ”اللجنة الدائمة“ کے فتاوی میں سے دس فتاوی نقل کئے گئے جن میں صاف وواضح الفاظ میں علماءعرب نے تصویر عکسی کو بھی حرام وناجائز قرار دیا ہے،اور اس کو آئینہ کے عکس کی طرح قرار دینے کو غلط اور قیاس فاسد ٹھہرایا ہے۔اس سے روزروشن کی طرح یہ واضح ہے کہ وہاں کے جمہور علماء بھی اسی کے قائل ہیں کہ یہ شمسی و عکسی تصویر جو کیمرے سے لی جاتی ہے وہ بھی حرام ہےاوراحادیث حرمت کے عموم میں داخل اورموجب لعنت گناہ ہے۔

شیخ علامہ محمد علی الصابونی کا فتوی

علامہ شیخ مفسر محمد علی الصابونی جو کہ جامعہ ام القری/مکۃ المکرّمہ کے استاذ رہے ہیں اورمتعدد علمی کتابوں کے مصنف ہیں،انھوں نے اپنی کتاب ”روائع البیان“ میں لکھاہے:

یری بعض المتأخرین من الفقهاء أن التصویر الشمسي (الفوتوغرافي) لا یدخل في دائرة التحریم ، الذي یشمله التصویر بالید المحرم . والحق أن التصویرالشمسي الفوتوغرافيلا یخرج عن كونه نوعا من أنواع التصویر فما یخرج بالآلة یسمی صورة ،والشخص الذي یحترف هذه الحرفة یسمی في اللغة والعرف مصوراً ، فهو وإن كان لایشمله النص الصریح لأنه لیس تصویرا بالید ،ولیس فیه مضاهاة لخلق الله ،إلا أنه لا یخرج عن كونه ضربا من ضروب التصویر ، فینبغي أن یقتصر في الإباحة علی حد الضرورة“

(بعض متأخرین فقہاء کی رائے ہے کہ فوٹوگرافی کی شمسی تصویر اس حرمت کے

دائرے میں داخل نہیں جس میں ہاتھ کی حرام تصویر داخل ہے، لیکن حق یہ ہے کہ فوٹوگرافی کی شمسی تصویر، تصویر کی ایک قسم ہونے سے خارج نہیں ہے، کیونکہ جو آلے کے ذریعہ تصویر نکلتی ہے اس کو تصویر ہی کہا جاتا ہے اور جو شخص اس کا پیشہ کرتا ہے اسے لغت اور عرف میں مصور (تصویر لینے والا) کہتے ہیں، پس اس تصویر کو اگرچہ نص صریح شامل نہیں ہے کیونکہ یہ ہاتھ کی تصویر نہیں ہے اور اس میں اللہ کی تخلیق سے مشابہت بھی نہیں ہے لیکن وہ تصویر کی قسموں میں سے ایک قسم ہونے سے خارج نہیں ہے لہذا ضرورت کی حد تک اس کی اجازت کو محدود رکھنا چاہیئے)(۱)

شیخ علامہ صالح الفوزان کا فتوی

سعودی عرب کے مشہور عالم شیخ صالح الفوزان جو وہاں کے ادارے " هيئة كبار العلماء " کے رکن، اور " اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء" کے ایک اہم ممبر تھے، ان کے فتاوی "المنتقی" میں ہے کہ انھوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ:

" لايجوز اقتناء الصور لذوات الأرواح إلا الصور الضرورية كصور حفيظة النفوس و البطاقة الشخصية و رخصة القيادة............ و ما عداها من الصور . فلا يجوز اقتناء ه للعب الأطفال أو لأجل تعليمهم ، لعمومات النهي عن التصوير و استعماله ، وهناك لعب الأطفال كثيرة من غير الصور و هناك وسائل التعليم من غير الصور ـ ومن أجاز اقتناء الصور للعب الأطفال فقوله مرجوح"(جاندار چیزوں کی تصویر لینا جائز نہیں مگر یہ کہ ضرورت کی

(۱) روائع البيان: فتنة تصوير العلماء:۶۴-۶۵

تصاویر ہوں ،جیسے پیدائشی سرٹیفکیٹ ، شناختی کارڈ اور ڈرائیونگ لائسنس وغیرہ کی تصاویر،لہذا تصویراوراس کے استعمال سے نہی کے عام ہونے کی وجہ سے بچوں کے کھیل اوران کی تعلیم کے لئے تصاویر کا لینا بھی جائز نہیں،اور پھر بچوں کے بغیر تصاویر کے کھلونے بھی بہت موجود ہیں اور تعلیمی وسائل بھی بے تصویر کے بہت سے ہیں،اور جس نے بچوں کے کھلونوں کی تصویر کو جائز کہا اس کا قول مرجوح ہے)(۱)

شیخ صالح الفوزان سے معلوم کیا گیا کہ بچوں کے کپڑوں پر تصاویر ہوتی ہیں کیا ان کا خریدنا اور بچوں کو پہنانا جائز ہے؟ تو آپ نے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

” لا يجوز شراء الملابس التي فيها صور ورسوم ذوات الأرواح من الآدميين أو البهائم أو الطيور ؛ لأنه يحرم التصويرواستعماله للأحاديث الصحيحة التي تنهى عن ذلك و تتوعد عليه بأشد الوعيد ، فقد لعن رسول اللّٰہ ﷺ المصورين و أخبر أنهم أشد الناس عذاباً يوم القيامة ، فلا يجوز لبس الثوب الذي فيه الصورة ولا يجوز إلباسه االصبي الصغير ،والواجب شراء الملابس الخالية من الصور و هي كثيرة “

(ان لباسوں کا خریدنا جائز نہیں جن میں انسانوں یا جانوروں یا پرندوں میں سے کسی جاندار کی تصاویر اور نقشے ہوں، کیونکہ تصویر لینا اوراس کا استعمال حرام ہے ان احادیث کی وجہ سے جو اس سے منع کرتی اور اس پر سخت وعید سناتی ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تصویر لینے والوں پر لعنت کی اور خبر دی ہے کہ وہ قیامت کے دن تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب میں ہوں گے،لہذا ایسے کپڑوں کا پہننا اور

(۱) المنتقی: ۲۰۳/۳

چھوٹے بچوں کو پہنانا جن میں تصویر ہو جائز نہیں، اور واجب ہے کہ تصویر سے خالی کپڑے خریدے جائیں، اور ایسے کپڑے بہت ہیں)(۱)

شیخ علامہ صالح الفوزان سے پوچھا گیا کہ کیا عورت کار وغیرہ کی ڈرائیونگ کرسکتی ہے تو فرمایا کہ :عورت کے لئے ڈرائیونگ کرنا جائز نہیں ہے، پھر اس کی متعدد وجوہات بیان کرتے ہوئے ایک وجہ یہ بھی بیان کی ہے کہ:

”لأن قيادتها للسيارة تحوجها إلى طلب رخصة قيادة ،وهذا يحوجها إلى التصوير ، و تصوير النساء حتى في هذه الحالة يحرم لما فيه من الفتنة والمحاذير العظيمة “(کیونکہ عورت کا کار کی ڈرائیونگ کرنا اس کو ڈرائیونگ لائسنس کا محتاج بنائے گا اور اس کے لئے تصویر کی ضرورت پڑے گی ،اور عورت کی تصویر اس ضروری حالت میں بھی حرام ہے کیونکہ اس میں فتنہ اور بڑے مفاسد ہیں)(۲)

شیخ ناصر الدین الالبانی کا فتوی

معروف سلفی عالم شیخ ناصر الدین الالبانی نے ایک سوال متعلقہ تصویر کے جواب میں لکھا ہے کہ:

” التحريم يشمل الصورة التي ليست مجسمة ولا ظل لها ،لعموم قول جبريل عليه السلام : ” فإنا لا ندخل بيتا فيه تماثيل“ وهي الصور ، ويؤده أن التماثيل التي كانت على القرام لا ظل لها ، ولا فرق في ذلك بين ما كان منه تطريزاً على الثوب أو كتابة على الورق أو رسما بالآلة الفوتوغرافية؛

(۱) المنتقى: ۲۰۳/۳ (۲) المنتقى: ۱۸۷/۵

إذ كل ذلك صورة و تصوير ، و التفريق بين التصوير اليدوي والتصوير الفوتوغرافي – فيحرم الأول دون الثاني –ظاهرية عصرية وجمود لا يحمد"
(حرمت کا حکم اس تصویر کو بھی شامل ہے جو مجسمہ نہیں اور جس کا سایہ نہیں ہوتا، حضرت جبریل کے اس قول کی وجہ سے کہ: ''ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تماثیل ہوں'' اور تماثیل تصاویر ہیں، اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ وہ تماثیل جو (حضرت عائشہ کے گھر میں) ایک پردے پر تھے ان کا سایہ نہیں تھا، (پھر بھی اللہ کے رسول نے اس سے منع کیا) لہذا اس سلسلہ میں کوئی فرق نہیں اس تصویر میں جو کپڑے پر نقش ہو یا کاغذ پر لکھی ہو یا کیمرے سے چھڑائی ہو کیونکہ یہ سب تصویر سازی اور تصویر ہے، اور ہاتھ کی تصویر اور فوٹوگرافی کی تصویر میں فرق کرنا کہ پہلی کو حرام قرار دیا جائے اور دوسری کو نہیں، یہ موجودہ دور کی ظاہر پرستی اور جمود ہے جو کسی طرح قابل ستائش نہیں)(۱)

شیخ ناصر الدین البانی نے اپنے رسالہ ''آداب الزفاف'' میں بھی تصویر شمسی کے مسئلہ پر کلام کیا ہے، وہ شادی کے موقعہ پر ہونے والے محرمات پر تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ويجب عليه أن يمتنع من كل ما فيه مخالفة للشرع ، و خاصة ما اعتاده الناس في مثل هذه المناسبة ، حتى ظن كثير منهم – بسبب سكوت العلماء – أن لا بأس فيها ، و أنا أنبه هنا على أمور هامة منها : الأول : تعليق الصور على الجدران ،سواء كانت مجسمة أو غير مجسمة لها ظل أو لا ظل لها ،يدوية أو فوتوغرافية ،فإن ذلك كله لا يجوز ، و يجب على

(۱) فتاوی الشیخ الالبانی، جمع وترتیب: ابوسند محمد: ۱۳۰

المستطيع نزعها إن لم يستطع تمزيقها"

(آدمی پر واجب ہے کہ ہر اس چیز سے بچے جس میں شریعت کی مخالفت ہو اور خاص طور پر اس سے جو لوگوں نے اس جیسی تقریبات میں عادت بنالی ہے، یہاں تک کہ ان میں سے بعض نے علماء کے خاموش رہ جانے کی وجہ سے یہ گمان کرلیا کہ ان میں کوئی حرج و مضائقہ نہیں ہے میں یہاں چند اہم امور پر تنبیہ کرتا ہوں، اول دیوار پر تصاویر لٹکانا ہے، خواہ وہ مجسمہ ہو یا غیر مجسمہ ہو، خواہ اس کا سایہ ہو یا نہ ہو، اور خواہ وہ ہاتھ کی بنائی ہوئی ہو یا فوٹوگرافی کی ہو، کیونکہ یہ سب کی سب ناجائز ہیں اور طاقت رکھنے والے پر ان کو نکالدینا واجب ہے اگر ان کو پھاڑنے کی طاقت نہ ہو)(۱)

پھر شیخ البانی نے اس کے حاشیہ پر بہت تفصیل سے کلام کر کے ان لوگوں کا رد کیا ہے جو ہاتھ کی تصویر اور شمسی وعکسی تصویر میں فرق کرتے ہیں، یہاں ہم ان کی عبارت کے بجائے اس کا خلاصہ نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں: آپ نے فرمایا کہ بعض لوگوں نے ہاتھ کی تصویر اور شمسی تصویر میں اس گمان سے فرق کیا ہے کہ یہ شمسی تصویر انسان کا فعل نہیں ہے، اس کا فعل تو صرف یہ ہے کہ وہ سایہ کو محفوظ کرتا ہے، اور ان لوگوں کے نزدیک اس آلہ کو بنانے والے نے جو محنت اس پر خرچ کی ہے تاکہ وہ ایک لحظہ میں اس قدر تصویریں بنا سکے جو دوسرا اس کے بغیر کئی گھنٹوں میں بھی نہیں بنا سکتا، یہ انسان کا فعل و عمل نہیں ہے اور اسی طرح تصویر بنانے والے کا اس آلے کو نشانے کی طرف لگانا اور اس سے پہلے اس کی فلم کی ریل کا اس میں سیٹ کرنا، پھر اس میں مسالہ لگانا وغیرہ بھی ان کے نزدیک انسان کا عمل نہیں ہے، اور اس تفریق کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک کسی آدمی کی تصویر گھر میں لٹکانا جبکہ وہ تصویر شمسی ہو جائز ہے اور اگر وہی

(۱) آداب الزفاف: ۱۱۲-۱۱۳

ہاتھ کی بنائی ہوئی ہے تو جائز نہیں ہے، کیا تم نے ظاہر پر اس جیسا جمود بھی دیکھا ہے؟ اسی طرح شمسی تصویر کو جائز قرار دینے والوں نے تصویر بنانے کے اس طریقہ پر جمود کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں رائج تھا اور اس شمسی تصویر کے جدید طریقہ کو وہ لوگ اس سے منسلک نہیں کرتے، حالانکہ یہ تصویر شمسی بھی لغت وشرع سے بھی اور اس کے اثرات ونقصانات کے لحاظ سے بھی تصویر ہی ہے۔

شیخ البانی کہتے ہیں کہ میں نے اسی قسم کے ایک شخص سے کہا کہ تم پر لازم ہے کہ تم ان بتوں کو بھی حلال کہو جو ایک خاص آلے یعنی مشین سے کرنٹ کا ایک بٹن دبانے پر چند سکنڈ میں دسیوں کے تعداد میں بن کر نکلتے ہیں، بتاؤ اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو وہ مبہوت رہ گیا۔ شیخ نے آخر میں کہا ہے کہ ہم ایسی تصویر کو مباح قرار دیتے ہیں جس میں اسلام اور مسلمانوں کی کوئی مصلحت ہو اور وہ تصویر کے بغیر کسی مباح ذریعہ سے حاصل نہ ہو سکے، تو ایسی تصویر جائز ہے۔(۱)

مصری عالم شیخ ابوذر قلمونی کا فتوی

ایک مصری عالم شیخ ابوذر قلمونی نے اپنی کتاب " فتنة تصوير العلماء والظهور في القنوات الفضائية" میں شمسی تصویر کو جو لوگ الکٹرانک شعاعوں کا مجموعہ کہتے ہیں اور اس کو تصویر نہیں مانتے، ان کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

" ان التفريق بين الصور التي ورد تحريمها في النصوص و بين هذه الصور بأن هذه " موجات الكترونية" تفريق بوصف ملغي لا اعتبار لها في الشرع ؛ لأن الشرع علّق الحكم على وصف المضاهاة ، فهو

(۱) آداب الزفاف: ۱۲۰-۱۲۲

الوصف المؤثّر في الحكم ، أما طريقة مضاهاة الصورة فهو وصف طردي لم يتعرض له الشارع "(بلا شبہ جن تصویروں کی حرمت نصوص میں وارد ہے ان میں اوران تصاویر میں یہ فرق بیان کرنا کہ یہ شمسی تصویریں ''الکٹرانک شعاعیں'' ہیں ، یہ ایسے وصف سے فرق بیان کرنا ہے جس کا شرع میں کوئی اعتبار نہیں ، کیونکہ شرع نے حرمت تصویر کا حکم اللہ کی تخلیق سے مشابہت پر معلق کیا ہے لہذا یہی وصف حکم میں مؤثر ہوگا ، رہا تصویر لینے کا طریقہ تو وہ ایسی علت ہے جس سے شارع نے کوئی تعرض نہیں کیا ہے) (۱)

شیخ محمد بن صالح العثیمین کا فتوی

عالم اسلام کے معروف عالم دین شیخ محمد بن صالح العثیمین نے بھی اس مسئلہ کے متعلق تفصیلی کلام کیا ہے، ان کے بارے میں بعض لوگوں کو یہ شبہ ہوگیا تھا کہ وہ تصویر شمسی کے جواز کے قائل ہیں، مگر خود آپ نے اس کی تردید کردی، بات یہ ہے کہ وہ بھی تصویر شمسی کے عدم جواز کے قائل ہیں، جیسا کہ ان کے فتاوی نظروں سے گزریں گے، اور غالباً غلط فہمی کی وجہ ان کی بعض عبارات کو کما حقہ نہ سمجھنا ہے، کیونکہ شیخ العثیمین کا نظریہ یہ ہے کہ کیمرے کی تصویر کو تصویر نہیں کہتے، لیکن تصویر نہ ہونے کے باوجود وہ بلاضرورت اس کو لینے اور رکھنے کے قائل نہیں ہیں، بلکہ وہ صاف طور پر بلاضرورت اس کو لینے کو حرام کہتے ہیں، یہاں ان کے بعض فتاوی ملاحظہ کیجئے۔

(۱) انھوں نے ایک موقعہ پر لکھا ہے کہ:

الحال الثالثة : أن تلتقط الصور التقاطاًبأشعة معينة بدون تعديل

(۱) فتنۃ تصویر العلماء:۴۶

وتحسين من الملتقط ، فهذا محل خلاف بين العلماء المعاصرين: فالقول الأول :أنه تصوير ، وإذا كان كذلك فإن حركة هذا الفاعل للآلة يُعَدُّ تصويراً ، وإذ لولا تحريكه إياها ما انطبعت هذه الصورة على أن هذه الورقة .... والقول الثاني : أنها ليست بتصوير ، لأن التصوير فعل المصور ، وهذا الرجل ما صوّرها في الحقيقة ، وإنما التقطها بالآلة ، والتصوير من صنع الله . ...وهذا القول أقرب ، لأن المصور بهذه الطريقة لايُعْتَبَرُ مُبْدِعاً ولا مخطِّطاً ، ولكن يبقى النظر : هل يحل هذا الفعل أم لا ؟ والجواب : إذا كان لغرض محرم صارحراماً وإذا كان لغرض مباح صار مباحاً ، لأن الوسائل له أحكام المقاصد ، وعلى هذا فلوأن شخصاً صور إنساناً لما يسمّونه بالذكرى ، سواء كانت هذه الذكرى للتمتع بالنظر إليه أو التلذذ به أو من أجل الحنان والشوق إليه ؛ فإن ذلك محرّم و لايجوز ، لما فيه من اقتناء الصور ؛ لأنه لا شك أن هذه صورة ، ولا أحد ينكر ذلك . وإذا كان لغرض مباح كما يوجد في التابعية والرخصة والجواز وما أشبهه ، فهذا يكون مباحاً "(**تصویر کی دوسری صورت یہ ہے کہ تصاویر خاص قسم کی شعاعوں کے ذریعہ تصویر اتارنے والے کے کچھ بنانے سنوارنے کے عمل کے بغیر اتاری جائیں ، یہ صورت معاصر علماء کے مابین محل اختلاف ہے،اس بارے میں پہلاقول یہ ہے کہ یہ بھی تصویر ہی ہے اور جب ایسا ہے تو اس کام کے کرنے والے کا اس آلہ (کیمرے) کوحرکت دینا تصویر بنانا شمار ہوگا، کیونکہ اگر وہ اس آلہ کوحرکت نہ دے تو کاغذ پرتصویر چھپ نہیں سکتی ،اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ تصویر نہیں ہے کیونکہ تصویر تو تصویر لینے والے کا فعل ہوتا ہے ،اوراس شخص**

نے حقیقت میں تصویر نہیں بنائی ، بلکہ اس نے تو صرف صورت کو آلہ کے ذریعہ اُتارا ہے ، اور صورت بنانا تو اللہ کا کام ہے ،................. یہ قول اقرب ہے ، کیونکہ اس طریقے سے تصویر لینے والے کو کسی چیز کا بنانے والا اور اس کا نقشہ تیار کرنے والا نہیں شمار کیا جاتا ، لیکن یہ بات قابل غور باقی ہے کہ یہ تصویر شمسی لینے کا کام جائز ہے یا نہیں ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی حرام مقصد سے ہو تو یہ حرام ہو جائے گا اور اگر کسی مباح مقصد سے ہو تو جائز ہوگا ؛ اس لئے کہ وسائل مقاصد کے حکم میں ہوتے ہیں ، اس اصول پر اگر کوئی شخص یادگار کے طور پر تصویر لیتا ہے خواہ اس لئے کہ اس کو دیکھا کرے یا اس لئے کہ اس سے لذت حاصل کرے یا شوق و رغبت دکھائے تو یہ حرام ہے ، جائز نہیں ہے ، کیونکہ اس میں تصویر کا حاصل و جمع کرنا پایا جاتا ہے ، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تصویر ہے اور اس کا کوئی انکار کرنے والا نہیں ، اور اگر کوئی کسی مباح و جائز غرض سے ہو جیسے شہریت یا لائسنس یا پاسپورٹ وغیرہ میں پائی جاتی ہے تو وہ جائز ہے)(۱)

(۲) ایک اور موقعہ پر کہتے ہیں کہ:

”وأما التصوير بالآلة وهي (الكاميرا)التي تنطبع الصورة بواسطتها من غير أن يكون للمصور فيها أثر بتخطيط الصورة و ملامحها، فهذه موضع خلاف بين المتأخرين: فمنهم من منعها و منهم من أجازها ، . . . . الاحتياط الامتناع من ذلك ،لأنه من المتشابهات، ومن اتقى الشبهات استبرأ لدينه و عرضه ، لكن لو احتاج إلى ذلك لأغراض معينة كإثبات الشخصية فلا بأس به لأن الحاجة ترفع الشبهة“

---

(۱) مجموع فتاوی ورسائل الشیخ العثیمین : ۲۸۵/۱۰

(رہا آلہ یعنی کیمرے سے تصویر لینا جس کے واسطے سے صورت اور اس کے خط و خال کا نقشہ، تصویر کھینچنے والے کے بنائے بغیر ہی چھپ جاتا ہے تو یہ متأخرین علماء کے درمیان اختلافی صورت ہے، بعض نے اس سے منع کیا اور بعض نے اس کی اجازت دی، احتیاط اس سے بچنے میں ہے، کیونکہ یہ متشابہات میں سے ہے اور جو شبھات سے بچتا ہے وہ اپنے دین وآبرو کو بچالیتا ہے، ہاں اگر مخصوص مقاصد کے لئے اس کی حاجت وضرورت پڑے جیسے شناختی کارڈ وغیرہ تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ حاجت وضرورت شبہ کو ختم کر دیتا ہے)(۱)

(۳) ایک اور فتوے میں فرمایا کہ:

”جمع الصور للذكرى محرم ،ولا يجوز للإنسان أن يقتني صورة إلا ما دعت إليه الحاجة أو الضرورةإلى ذلك كصور رخص القيادة و صور الإقامة و بطاقة إثبات الشخصية و بطاقاة جواز السفر وأما ما ليس له حاجة وإنما هو للذكرى فإن اقتناؤه حرام ،لأن الملائكة لا تدخل بيتا فيه صورة“ (یادداشت کیلئے تصاویر کا جمع کرنا حرام ہے، اور انسان کے لئے جائز نہیں کہ وہ تصویر لے مگر جب کہ اس کی حاجت یا ضرورت ہو، جیسے ڈرائیونگ لائسنس کی تصویریں، اقامہ کی اور شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کی تصویریں، اور وہ تصاویر جن کی حاجت نہیں اور وہ صرف یادداشت کے لئے ہیں تو ان کا لینا حرام ہے، کیونکہ ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو)(۲)

(۴) بعض لوگوں نے شیخ العثیمین کی طرف یہ منسوب کیا کہ وہ صرف مجسم تصاویر کو حرام کہتے ہیں اور دوسری تصاویر شمسی کو جائز کہتے ہیں، کسی نے اس بارے میں

(۱) مجموع فتاوی ورسائل الشیخ العثیمین :۱۲/۲۱۰ (۲) فتاوی اسلامیۃ :۴/۳۶۱

شیخ سے سوال کیا تو جواب میں کہا کہ:

"من نسب إلينا أن المحرم من الصور هو المجسم ،وأن ذلك غير حرام،فقد كذب علينا ،ونحن نرى أنه لا يجوز لبس ما فيه صورة سواء كان من لباس الصغار ٠و من لباس الكبار وأنه لايجوز اقتناء الصور للذكرى أوغيرها إلا ما دعت الضرورة أو الحاجة إليه مثل التابعية والرخصة"

(جس نے ہماری جانب یہ منسوب کیا کہ تصاویر میں سے صرف وہ حرام ہیں جو مجسم ہیں اور یہ کہ اس کے علاوہ دوسری تصاویر حرام نہیں ہیں اس نے ہم پر جھوٹ باندھا ہے،اور ہم یہ رائے رکھتے ہیں کہ اس چیز کا پہننا جائز نہیں جس میں تصویر ہو خواہ وہ بچوں کے لباس میں سے ہوں یا بڑوں کے لباس میں سے ہو،اور یادداشت کے طور پر یا کسی اور غرض سے تصویر کا لینا جائز نہیں،مگر یہ کہ ضرورت یا حاجت پڑ جائے جیسے شہریت یا لائسنس کے لئے تصویر)(۱)

(۵) آپ سے سوال ہوا کہ فوٹو گرافی کے آلہ سے تصویر کا کیا حکم ہے؟ تو جواب میں کہا کہ:

" التقاط الصورة بالآلة الفوتوغرافية الفورية التى لاتحتاج إلى عمل بيد فإن هذا لا بأس به ؛ لأنه لا يدخل فى التصوير ، ولكن يبقى النظر ، ما هو الغرض من هذا الالتقاط ؟ إذا كان الغرض من هذا الالتقاط هو أن يقتنيها الإنسان ولو للذكرى صار ذلك الالتقاط محرماً ، وذلك لأن الوسائل لها أحكام المقاصد ، واقتناء الصور للذكرى محرم"

(فوٹو گرافی آلہ یعنی کیمرے کے ذریعہ تصویر لینا جس میں ہاتھ کے عمل کی

---

(۱) فتاوی العثیمین:۱۲/۲۲۱،وفتاوی اسلامیہ:۴/۳۶۴

ضرورت نہیں پڑتی ،اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ تصویر میں داخل نہیں ،لیکن یہ بات قابل غور رہ جاتی ہے کہ اس فوٹو گرافی کی تصویر کی غرض کیا ہے؟ اگر تصویر لینے سے غرض یہ ہے کہ انسان اس کو محفوظ کرے اگر چہ کہ وہ محض یادداشت کے لئے ہوتو یہ حرام ہو جائے گا کیونکہ وسائل کو مقاصد کا حکم دیا جاتا ہے اور تصاویر کا محفوظ کرنا حرام ہے)(۱)

(٦) ایک صاحب کے سوال کے جواب میں شیخ العثیمین نے خط لکھا ،اس میں فرماتے ہیں کہ:

” وما أشرتم إليه من تكرر جوابى على إباحة الصورة المأخوذة بالآلة فإنى أفيد أخى أننى لم أبح اتخاذ الصورة إلا ما دعت الضرورة أ و الحاجة إليه كالتابعية والرخصة وإثبات الحقائق ونحوها ـ وأما اتخاذ الصور للتعظيم أو للذكرى أو للتمتع بالنظر إليه أو التلذذ بها ،فإنى لا أبيح ذلك ، سواء كان تمثالا أو رقما ، وسواء كان مرقوما باليد أو بالآلة لعموم قول النبى ﷺ : لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة “ وما زالت أفتى بذلك “

(اور جو تم نے آلے سے لی جانے والی تصویر کے جائز ہونے کے بارے میں میرے بار بار جواب کی جانب اشارہ کیا ہے تو میرے بھائی کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے تصویر لینے کی اجازت نہیں دی مگر صرف اس کی جس کی ضرورت یا حاجت ہو، جیسے شہریت ولائسنس اور حقائق کے ثبوت دینے اور اس جیسی امور کے لئے ،لیکن تعظیم کے لئے یا یادگار کے طور پر یا اس کو دیکھکر فائدہ اٹھانے یا لذت حاصل کرنے کے لئے لینے کو میں نے جائز نہیں قرار دیا، خواہ وہ مجسمہ ہو یا چھڑانا ہو یا خواہ وہ ہاتھ سے لکھی ہو یا آلے سے لی ہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا قول عام ہے کہ: اس گھر میں فرشتے داخل نہیں

(۱) فتاوی الشیخ العثیمین :۱۲/۲۳۳-۲۳۴

ہوتے جس میں تصویر ہو، میں برابر یہی فتوی دیتا آرہا ہوں)(۱)

ٹی وی اور ویڈیو کی تصویر بھی حرام ہے

عکسی تصویر کے بعد ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ٹی وی اور ویڈیو کے بارے میں بھی ان علماء عرب کے فتاوی سے ان کا نظریہ پیش کردیں، ان حضرات کے فتاوی سے اس سلسلہ میں بھی معلوم ہوتا ہے کہ ٹی وی کی موجودہ صورت حال میں وہ اس کو جائز نہیں حرام قرار دیتے ہیں، اسی طرح ویڈیو کی تصاور کو بھی حرام کہتے ہیں، ہاں اگر ان دونوں کو جاندار کی تصویر اور دیگر محرمات سے پاک کرلیا جائے اور ان کے ذریعہ کوئی دینی پروگرام یا جائز پروگرام پیش کیا جائے تو یہ حضرات اس صورت میں ان قیودات کے ساتھ ان کو جائز کہتے ہیں۔ اور یہی تمام علماء کا نظریہ ہے، اور ہم نے اس پر اپنی کتاب ''ٹیلی ویژن اسلامی نقطۂ نظر سے'' میں سیر حاصل بحث کردی ہے۔

لیجئے اس سلسلہ میں علماء عرب کے چند فتاوی ملاحظہ کیجئے۔

(۱) ''اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء " سے کسی نے ٹیلی ویژن کے بارے میں جواز وعدم جواز کا سوال کیا ہے، اس کے جواب میں ''اللجنة الدائمة'' کے مفتیان: شیخ علامہ عبدالعزیز ابن باز، شیخ عبدالرزاق عفیفی، شیخ عبداللہ بن غدیان اور شیخ عبداللہ بن قعود، ان سب نے یہ جواب لکھا ہے:

'' وأما التلفزيون فيحرم ما فيه من غناء و موسيقي و تصوير وعرض صور و نحو ذلك من المنكرات ، ويباح ما فيه من محاضرات إسلامية و نشرات تجارية أو سياسية و نحو ذلك مما لم يرد في الشرع

(۱) فتاوی الشیخ العثیمین: ۱۲/۲۴۷

منعه ، وإذا غلب شره على خيره كان الحكم للغالب"(اور رہا ٹیلی ویژن تو اس میں جو گانا ،موسیقی اور تصویر سازی اور تصاویر کی پیشکش ،اور دیگر منکرات پائے جاتے ہیں یہ حرام ہیں ،اوراس (ٹیلی ویژن) میں جو اسلامی محاضرات اور تجارتی اور سیاسی خبریں وغیرہ ہوتے ہیں وہ جائز ہیں جن کا ممنوع ہونا شرع میں وارد نہیں ،اور اگراس میں شر کو خیر پر غلبہ ہو جائے تو حکم غالب کا ہوگا)(۱)

(۲)اسی طرح " اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء " کی جانب سے ایک اور فتوے میں ، جو اس سوال کے جواب میں ہے کہ:

" آپ لوگ بہت پہلے سے تصویر کی حرمت کا فتوی دے چکے ہیں ،مگر آجکل تصویر کی ایک قسم پائی جاتی ہے جس کو ہم ٹیلی ویژن اور ویڈیو وغیرہ فلمی ریلوں میں دیکھتے ہیں اس طرح کہ آدمی کی صورت -جیسا لوگ کہتے ہیں- محسوس معلوم ہوتی ہے اور ایک طویل زمانے تک کے لئے محفوظ ہو جاتی ہے ،تو اس تصویر کا کیا حکم ہے؟"

اس کے جواب میں "اللجنة الدائمة "نے لکھا ہے کہ:" حكم التصوير يعم ما ذكرتَ"(تصویر کا حکم ان سب کو شامل ہے جو آپ نے ذکر کئے ہیں)(۲)

(۳)"اللجنة الدائمة" سے ایک سوال یہ کیا گیا کہ :

" هل التصوير الذي تستخدم فيه كاميرا الفيديو، يقع حكمه تحت التصوير الفوتوغرافي ؟(کیا وہ تصویر جس میں ویڈیو کیمرا استعمال کیا جاتا ہے ، اس کا حکم فوٹو گرافی کی تصویر کے تحت داخل ہے؟)

اس کا جواب "اللجنة الدائمة" نے لکھا اور اس فتوے پر سعودی عرب کے

---

(۱)فتاوى اللجنة الدائمة:۱/۴۶۶ ،رقم الفتوی:۴۵۱۳ (۲)فتاوى اللجنة الدائمة :۱/۴۶۷ ۴۶۷ ،رقم الفتوی:۵۸۰۷

چھ علماء کے دستخط ثبت ہیں، اور وہ علماء یہ ہیں: صدر لجنہ شیخ عبدالعزیز ابن باز، نائب صدر شیخ عبد الرزاق العفیفی ، رکن لجنہ عبد اللہ بن غدیان ، رکن لجنہ شیخ صالح بن فوزان، رکن لجنہ شیخ عبدالعزیز آل الشیخ ، رکن لجنہ شیخ بکر بن عبداللہ ابوزید، ان سب علماء کی تصدیق سے یہ جواب لکھا گیا کہ:

" نعم ، حكم التصوير بالفيديو حكم التصوير الفوتوغرافي بالمنع والتحريم لعموم الأدلة "(ہاں! ویڈیو کی تصویر کا حکم بھی عموم دلائل کی وجہ سے فوٹوگرافی کی تصویر کی طرح منع وحرام ہونے ہی کا حکم رکھتا ہے)(۱)

(۴)ایک مصری عالم شیخ ابو ذر قلمونی نے اپنی کتاب " فتنة تصوير العلماء والظهور في القنوات الفضائية " میں "مجلة البحوث، عدد:۴۲، ص:۱۶۱ کے حوالے سے لکھا ہے کہ شیخ علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ تعالی سے سوال کیا گیا کہ:"ویڈیو کے ذریعہ محاضرات یعنی تقریر ولکچر کی تصویر لینا کیسا ہے تاکہ دوسرے مواقع پر ان سے استفادہ کیا جائے؟ اس کا جواب آپ نے یہ دیا کہ:

" هذا محل نظر ، و تسجيلها بالأشرطة أمر مطلوب ولا يحتاج معها إلى الصورة ولكن الصورة قد يحتاج إليها بعض الأحيان حتى يعرف و يتحقق أن المتكلم فلان فالصورة توضح المتكلم وقد يكون ذلك لأسباب أخرى فأنا عندي في هذا توقف لأجل ما ورد من الأحاديث في حكم التصوير لذوات الأرواح وشدة الوعيد في ذلك "

(یہ محل نظر ہے، اور ان محاضرات ولکچرس کا کیسیٹ میں ریکارڈ کرنا مطلوب ہے، اور اس کے لئے صورت کی کوئی ضروت نہیں ہوتی ،صورت کی ضرورت تو کبھی

(۱) فتنۃ تصویر العلماء:۱۹

کبھی پیش آتی ہے تاکہ معلوم و متحقق ہو کہ فلاں بول رہا ہے، لہذا تصویر تو متکلم کی وضاحت کرتی ہے، اوراس کی ضرورت کبھی بعض دوسرے اسباب سے بھی ہوتی ہے، پس مجھے اس میں اس وجہ سے توقف ہے کہ جاندار کی تصویر کا حکم اوراس بارے میں سخت وعید احادیث میں وارد ہوئی ہے)(۱)

(۵) نیز شیخ علامہ عبدالعزیز ابن باز ہی سے پوچھا گیا کہ:

”هل جهاز التلفزيون يدخل ضمن التصوير أم أن ما يُعْرَضُ في هذا الجهاز من برامج سيّئة هو الحرام فقط؟ “ (کیا ٹیلی ویژن بھی تصویر کے حکم میں داخل ہے؟ یا اس آلے پر جو برے پروگرام پیش کئے جاتے ہیں صرف وہ حرام ہیں؟)اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ:”كل التصوير محرّمٌ “(تمام قسم کی تصویریں حرام ہیں)(۲)

(۶) شیخ علامہ عبدالعزیز ابن باز لکھتے ہیں کہ:

”وأما التلفزيون فهو آلة خطيرة و أضرارها عظيمة كالسينما أو أشد ، وقد علمنا عنه من الرسائل المؤلفة في شانه و من كلام العارفين به في البلاد العربية وغيرها ما يدل على خطرته و كثرة أضراره بالعقيدة والأخلاق وأحوال المجتمع ، وما ذلك إلا لما يبث فيه من تمثيل الأخلاق السافلة والمرائي الفاتنة والصور الخليعة وشبه العاريات والخطب الهدامة والمقالات الكفرية والترغيب في مشابهة الكفار في أخلاقهم و أزيائهم و تعظيم كبرائهم وزعمائهم والزهد في أخلاق المسلمين وأ زيائهم والاحتقارلعلماء المسلمين وأبطال الإسلام

(۱) فتنۃ تصویر العلماء:۱۳۰ (۲)فتنۃ تصویر العلماء:۱۴۰

وتمثيلهم بالصور المنفرة منهم والمقتضية لاحتقارهم والإعراض عن سيرتهم وبيان طرق المكر والاحتيال والسلب والنهب والسرقة وحياكة المؤامرات والعدوان على الناس ، ولاشك أن ما كان بهذه المثابة وترتبت عليه هذه المفاسد يجب منعه والحذر منه وسد الأبواب المفضية إليه ، فإذا أنكره الاخوان المتطوعون و حذروا منه فلا لوم عليهم في ذالك لأن ذلك من النصح للّٰه و لعباده''

(رہا ٹیلی ویژن تو وہ ایک خطرناک آلہ ہے اور اس کے نقصانات سنیما کی طرح بہت بڑے ہیں بلکہ اس سے بھی شدید ہیں، اور ہم ٹیلی ویژن کے بارے میں لکھے ہوئے رسائل اور عرب ممالک وغیرہ میں اس کی جانکاری رکھنے والے لوگوں کے کلام سے یقیناً اس کے متعلق وہ باتیں جانتے ہیں جو اس کی خطرناکی اور عقیدے ،اخلاق اور معاشرے کے احوال پر اس کے نقصانات پر دلالت کرتے ،اور یہ اسی لئے ہے کہ اس میں گرے ہوئے اخلاق اور فتنہ پرور مرثیوں ،فحش اور ننگی عورتوں کی تصاویر اور دین کو منہدم کرنے والے بیانات اور کفریہ مقالات اور اخلاق وعادات اور طور طریقوں میں کفار سے مشابہت کی ترغیب ،اور ان کے بڑوں اور لیڈروں کی تعظیم ،اور مسلمانوں کے اخلاق وطور وطریقوں سے بے رغبتی اور ان کے علماء اور اسلام کے بہادروں کی تحقیر وتوہین اور ان سے نفرت پیدا کرنے والی اور ان کی حقارت کا تقاضا کرنے والی تصاویر اور ان کی سیرتوں سے اعراض ،اور دھوکہ ،حیلہ بازی ،لوٹ گھسوٹ ،چوری اور سازشوں اور لوگوں پر ظلم زبردستی کی نقالی کو پیش کیا جاتا ہے۔اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جو چیز اس حالت پر ہو اور اس پر یہ مفاسد مرتب ہوتے ہوں ،اس سے منع کرنا ،ڈرانا اور اس تک لے جانے والے دروازوں کو بند کرنا

واجب ہے،لہذا جومطوع (رضا کار) بھائی اس پر انکار کرتے اوراس سے ڈراتے ہیں ان پر کوئی ملامت نہیں ، کیونکہ یہ اللہ کے لئے اور بندوں کے حق میں خیر خواہی ہے)(۱)

(۷)بعض لوگوں کوشیخ عبدالعزیز ابن باز کے متعلق یہ غلط فہمی تھی کہ آپ ویڈیوکوجائز کہتے ہیں،اس کے بارے میں ان سے قریب رہنے والے شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ الراجحی سے سوال کیا گیا،توانھوں نے کہا کہ:

”أما بعد فإني لا أعلم أن سماحة شيخنا عبد العزيز ابن باز يفتي بجواز التصوير بالفيديو !!! وإنما الذي أعلمه أنه يفتي بمنع التصوير مطلقاً إلا للضرورة كالتصوير لبطاقة الأحوال أو جواز السفر أو لرخصة قيادة السيارة أو للشهادة العلمية “(بعدحمد وصلوۃ کے واضح ہو کہ بیشک میں نہیں جانتا کہ ہمارے شیخ عبدالعزیز بن باز ویڈیو سے تصویر لینے کے جواز کا فتوے دیتے تھے، میں تو بس یہ جانتا ہوں کہ آپ مطلقا تصویر کے ممنوع ہونے کا فتوے دیتے تھے، سوائے اس کے کہ کوئی ضرورت ہو، جیسے شناختی کارڈ، پاسپورٹ،ڈرائیونگ لائسنس، اور تعلیمی سرٹیکیفیٹ کے لئے تصویر)(۲)

(۸) شیخ علامہ صالح بن فوزان سے سوال کیا گیا کہ:” مَا حُكْمُ اسْتخدامِ الوَسَائِل التعليميَّةِ منْ فيديو، و سينما، وغيرهما في تدريس الموادّ الشرعيّة كالفقه والتفسير وغيرها من الموادّ الشرعية ؟ وهل في ذلك محدود شرعي “

(شرعی علوم جیسے فقہ وتفسیر وغیرہ کی تعلیم وتدریس کے لئے ویڈیو اورسینما

(۱) فتاوی شیخ عبدالعزیزابن باز:۱۸۹/۳(۲) فتنۃ تصویر العلماء:۱۵

وغیرہ تعلیمی وسائل سے مدد لینے کا کیا حکم ہے؟ اور کیا اس میں کوئی شرعی حد ہے؟)

اس کے جواب میں انھوں نے کہا کہ:

" الّذيُ أ راه أنّ ذلك لايجُوزُ ؛ لأنّهٗ لا بُدّ أن يكون مصحوباً بالتصوير ، و التصوير حرام ، وليس هُناك ضرورةٌ تدعو إليه "(میرا خیال یہ ہے کہ یہ جائز نہیں ہے، اس لئے کہ ان میں لازم ہے کہ یہ تصویر سے منسلک ہوں، اور تصویر حرام ہے اور یہاں کوئی ایسی ضرورت بھی نہیں جو اس کی داعی ہو)(۱)

(۹) شیخ صالح الفوزان نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ:

" المشروع للمسلم رجلاً كان أو امرأةً احترام شهر رمضان و شغله بالطاعات وتجنب المعاصي والسيئات في كل وقت وفي رمضان آكد لحرمة الزمان ، والسهر لمشاهدة الأفلام والمسلسلات التي تعرض في التلفاز أو الفيديو أو بواسطة الدش أو استماع الملاهي والأغاني كل ذلك محرم ومعصية في رمضان و غيره لكنه في رمضان أشد إثماً"

(مسلمان خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو اس کے لئے مشروع یہ ہے کہ رمضان کا احترام کرے اور نیکیوں سے رمضان کو مشغول رکھے، اور معاصی اور گناہوں سے ہر وقت پرہیز کرے اور رمضان میں زمانے کے تقدس کی وجہ سے اور زیادہ کرے، اور فلموں اور ان پروگراموں کو دیکھنے کے لئے جاگنا جو ٹیلی ویژن اور ویڈیو یا بذریعہ ڈش پیش کئے جاتے ہیں یا لہو ولعب کا اور گانوں کا سننا یہ سب کا سب رمضان وغیر رمضان ہر وقت حرام ہے لیکن رمضان میں اور زیادہ گناہ کا باعث ہے)(۲)

(۱۰) شیخ ناصر الدین الالبانی نے ایک سوال کے جواب میں "ٹیلی ویژن"

---

(۱) المنتقی: ۲۰۶/۳ (۲) المنتقی: ۷۸/۵

کے بارے میں لکھا ہے:

” فهُنا حينما نقول : الصور الفوتوغرافية هل هي جائزة أو محرّمة؟نقول: إنّها محرمة إلّا مالا بُدّ منه ، كذلك التلفاز ، والتلفاز – الحقيقة– من المخترعات التي هي من حيث تعلّقها بالصور والتصوير هي من جهة أخطر و أشد تحريماً من الصور الجامدة غير المحركة ، لكنّه في الوقت نفسه هي إذا كانتُ مستثناةً من التحريم هي أنفع من هذه الصور الجامدة ، فإذاً حكم التلفاز كحكم التصوير الفوتوغرافى وغيره ، الأصل فيه حرام ، فما كان يجوز بضرورة جاز، سواءٌ في التصوير الفوتوغرافي أو ما يتعلق بالتلفاز هذا التصوير المتحرك “

(جب ہم یہاں یہ پوچھتے ہیں کہ کیا فوٹو گرافی کی تصویر جائز ہے یا حرام ہے ؟تو ہم کہتے ہیں کہ حرام ہے الا یہ کہ کوئی ضرورت ہو،اسی طرح ٹیلی ویژن بھی ہے،اور ٹیلی ویژن جو درحقیقت ان ایجادات میں سے ہونے کی وجہ سے جن کا صورتوں اور تصویر سازی سے تعلق ہے ،وہ ایک اعتبار سے جامد غیر متحرک تصاویر سے زیادہ خطرناک اور سخت حرام ہے،لیکن فی الوقت وہ اگر حرام ہونے سے مستثنی ہوتو جامد تصاویر سے زیادہ نفع بخش بھی ہے ،پس اس صورت میں ٹیلی ویژن کا حکم فوٹوغرافی وغیرہ کی تصویر کی طرح ہے کہ اصل میں حرام ہے،لہذا جوتصویر بہ ضرورت جائز ہوگی وہ جائز ہے،خواہ وہ فوٹوغرافی کی تصویر ہو یا ٹیلی ویژن سے متعلق یہ متحرک تصویر ہو)(۱)

(۱۱) شیخ علامہ عبدالعزیز ابن باز نے اس سوال کے جواب میں کہ بعض علماء ٹی وی پر تصویر سے گریز کرتے ہیں اور آپ نے وسائل اعلام سے دعوت الی اللہ کا کام

(۱) فتاوی الشیخ الالبانی:۱۲۴

لینے کی بات کہی ہے؟ فرمایا کہ:

" لا شك أن استغلال وسائل الإعلام في الدعوة إلى الحق و نشر أحكام الشريعة و بيان الشرك ووسائله والتحذير من ذلك ومن سائر مانهى الله عنه من أعظم المهمات بل من أوجب الواجبات . . . . . .

.... ولا شك أن البروز في التلفاز مما قد يتحرج منه بعض اهل العلم من أجل ما ورد من الأحاديث الصحيحة في التشديد في التصوير و لعن المصورين ولكن بعض أهل العلم رأى أنه لا حرج في ذلك إذا كان البروز فيه للدعوة إلى الحق و نشر أحكام الاسلام والرد على دعاة الباطل عملا بالقاعدة الشرعية ، وهي ارتكاب أدنى المفسدتين لتفويت كبراهما إذا لم يتيسر السلامة منهما جميعاً ، وتحصيل أعلى المصلحتين ولو بتفويت الدنيا منهما إذا لم يتيسر تحصيلهما جميعاً"

(اس میں کوئی شک نہیں کہ ذرائع ابلاغ کا دعوت الی الحق، احکام شریعت کی نشر واشاعت، شرک اوراس کے ذرائع کی وضاحت اور شرک سے اور اللہ کی منع کردہ تمام باتوں سے ڈرانے میں استعمال کرنا بڑے اہم کاموں میں سے ہے، بلکہ اہم واجبات میں سے ہے،........................،اوراس میں شک نہیں کہ بعض اہل علم ٹیلی ویژن پر آنے سے اس لئے احتراز کرتے ہیں کہ احادیث میں تصویر کے بارے میں سخت وعید اور تصویر لینے والوں پر لعنت وارد ہوئی ہے،اور بعض اہل علم کا خیال یہ ہے کہ ٹی وی پر آنے میں ایک شرعی قاعدے کی بنا پر کوئی حرج نہیں کہ جبکہ دعوت الی الحق ،احکام کی نشر و اشاعت اور باطل کی دعوت دینے والوں کی تردید مقصود ہو،اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ دو مفسدوں میں سے کم درجہ کے مفسدہ کا ارتکاب کرلیا

جائے جبکہ بڑے مفسدے سے بچنا ممکن نہ ہو، اور دو مصالح میں سے اعلی کو لیا جائے اگر چہ ادنی کو چھوڑنا پڑے جبکہ دونوں مصالح کا پانا میسر نہ ہو)(۱)

(۱۲) شیخ عبدالعزیز ابن باز نے ٹیلی ویژن میں علماء کے آنے اور پروگرام پیش کرنے کے بارے میں یہ نظریہ اپنایا ہے کہ ضرورت کے تحت یہ جائز ہے، بلاضرورت جائز نہیں، وہ اس سلسلہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

”إن على المسئولين فيالدول الإسلامية أن يتقوا اللّٰه في المسلمين وأن يولوا هذه الأمور لعلماء الخير والهدى والحق ،كما أن على علمائنا أن لا يمتنعوا من إيضاح الحقائق بالوسائل الإعلامية وألا يدعوا هذه الوسائل للجهلة والمتهمين وأهل الإلحاد ، وأن يوجهوها على الطريقة الإسلامية حتى لا يكون فيها ما يضر المسلمين شيبا أو شبانا ، رجالا أو نساء ،كما وأن على العلماء أن يقدموا للناس إجابات وافية حول ما يبثه التلفاز ريثما يتولاها الصالحون ،وأن على الدول الإسلامية أن تولى الصالحين حتى يبثوا الخير و يزرعوا الفضائل“

(اسلامی ممالک میں ذمہ داروں کو چاہئے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور ان معاملات (ٹی وی وغیرہ) کا متولی علماء خیر وعلماء حق کو مقرر کریں جیسے کہ ہمارے علماء کے ذمہ ہے کہ وہ ذرائع ابلاغ سے حقائق کی وضاحت سے منع نہ کریں اور اس ذرائع کو جاہلوں اور دین میں متہم لوگوں اور اہل الحاد کے لئے نہ چھوڑ دیں اور یہ کہ ان ذرائع کو اسلامی طریقہ کے مطابق ڈھالیں یہاں تک کہ ان میں کوئی بات مسلمانوں میں سے کسی بوڑھے یا جوان، مرد یا عورت کو نقصان دینے والی بات نہ رہے، جیسے کہ

---

(۱) فتاوی الشیخ عبدالعزیز ابن باز: ۲۴۴/۵

علماء کے ذمہ ہے کہ وہ لوگوں کو اب چیزوں کے بارے میں شافی جوابات دیں جو ٹیلی ویژن نشر کرتا ہے تا کہ صالح لوگ اس کی تولیت و ذمہ داری اٹھائیں ، اور اسلامی ممالک پر لازم ہے کہ صالحین کو ان کا ذمہ دار بنائیں تا کہ خیر پھیلائیں اور فضائل کو لوگوں میں بوئیں)(۱)

(۱۳) کتاب ''فتنۃ تصویر العلماء'' میں لکھا ہے کہ :

" قال أحد العلماء :ومنكر عظيم أن يقوم المحاضر في المساجد يحاضر الناس والمصورة (أي الكاميرا) موجهة إليه والبث المباشر (أي التلفاز والقنوات الفضائية)داخل في التحريم فهو يعتبر صورة والناس يسمونه صورة فهي محرمة" (بعض علماء نے کہا کہ یہ بڑا منکر ہے کہ لکچر دینے والا مساجد میں لوگوں کو لکچر دے اور کیمرا اس کی طرف لگا رہے،اور بلا واسطہ نشر (جیسے ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ میں ہوتا ہے وہ) بھی حرمت میں داخل ہے، کیونکہ وہ تصویر ہی شمار ہوتی ہے اور لوگ بھی اس کو تصویر ہی کہتے ہیں،لہذا یہ حرام ہے) (۲)

(۱۴) شیخ یحیی بن موسی الزہرانی امام الجامع الکبیر،تبوک نے اپنی کتاب '' الرویۃ الاسلامیہ لوسائل الاعلام'' میں ''فتاوی علماء البلد الحرام'' کے حوالے سے شیخ عثیمین کا یہ فتوی درج کیا ہے کہ:

" لا شك أن الدول الكافرة لا تألوا جهداً في إلحاق الضرر بالمسلمين عقيدةً و عبادةً و خلقاً و آداباً و أمناً ،وإذا كان كذلك فلا يبعد أن تبث من المحطات ما يحقق مرادها ، عليه لا يجوز اقتناء ها ولا الدعاية لها ولا بيعها ولا شراؤ ها ؛ لأن هذا من التعاون على الإثم والعدوان"

---

(۱) فتاوی شیخ ابن باز:۲۲۸/۵ (۲) فتنۃ تصویر العلماء:۷-۸

(بلاشبہ کافر ملک برابر و مسلسل مسلمانوں کو عقیدے و عبادت اور ان کے اخلاق وتہذیب کے لحاظ سے ضرر پہنچانے میں کوشاں ہیں، اور جب بات یہ ہے تو یہ بعید نہیں کہ یہ لوگ ان (بلاغی واخباری) اسٹیشنوں کے ذریعہ وہ باتیں پھیلائیں جن سے ان کی مراد پوری ہوتی ہے، لہذا ٹیلی ویژن کا رکھنا، اس کی دعوت دینا، اس کا بیچنا وخریدنا سب ناجائز ہے، کیونکہ یہ گناہوں پر تعاون ہے)(۱)

(۱۵) فتاوی اسلامیہ میں ہے کہ ویڈیو کی فلم بیچنے کے بارے میں پوچھا گیا تو شیخ عبدالعزیز بن باز نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

”هذه الأشرطة يحرم بيعها و اقتنائها و سماع ما فيها والنظر إليها لكونها تدعو إلى الفتنة والفساد . والواجب إتلافها والإنكار على من تعاطاها هسماً لمادة الفساد وصيانة المسلمين من أسباب الفتنة“

(ان کیسٹوں کا بیچنا اور حاصل کرنا اور ان میں جو کچھ ہے اس کا سننا اور دیکھنا حرام ہے کیونکہ یہ فتنہ وفساد کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اور فساد کے مادے کو ختم کرنے اور مسلمانوں کو اسباب فتنہ سے بچانے کے لئے ان کو تلف کردینا اور ان کے استعمال کرنے والے پر انکار کرنا واجب ہے)(۲)

(۱۶) شیخ صالح ابن عثیمین سے شادی کے موقعہ پر ہونے والی خرافات ومنکرات کے بارے میں سوال کرتے ہوئے فوٹوگرافی اور ویڈیوگرافی کے بارے میں بھی پوچھا گیا کہ اس کا کیا حکم ہے تو ان کا جواب یہ تھا کہ:

”وأما تصوير المشهد بآلة التصوير فلا يشك عاقل في قبحةولا

(۱) بحوالہ الرویۃ الاسلامیۃ لوسائل الاعلام:۲۹ (۲) فتاوی اسلامیہ:۲/۲۸۶

يرضى عاقل فضلا عن مومن أن تلتقط صور محارمه من الأمهات والبنات والأخوات والزوجات وغيرهن لتكون سلعة تعرض لكل أحد أو ألعوبة يتمتع بالنظر إليها كل فاسق . وأقبح من ذلك تصويرالمشهد بواسطة الفيديو لأنه يصور المشهد حيا بالمرأى والمسمع ،وهو أمر ينكره كل ذي عقل سليم ودين مستقيم ،ولا يتخيل أحد أن يستبيحه من عنده حياء و إيمان "

(رہا اس موقعہ کی آلہ تصویر سے تصویر کشی کرنا تو کوئی عاقل اس کی قباحت میں میں شک نہیں کرتا اور کوئی عقلمند اس سے راضی نہیں ہوتا چہ جائیکہ کوئی مؤمن راضی ہو کہ اپنے محارم میں سے اپنی ماؤں ، بیٹیوں ، بہنوں اور بیویوں وغیرہ کی تصویر لی جائے ،تاکہ وہ ایک سامان کی طرح ہرکس و ناکس کے سامنے پیش کی جائے یا کسی کھلونے کی طرح ہر فاسق و فاجر اس کو دیکھکر لذت لے۔اور اس سے بھی زیادہ بری بات یہ ہے کہ اس موقعہ کی تصویر ویڈیو سے لی جائے کیونکہ یہ ویڈیو موقعہ کی تصویر کشی اس طرح کرتا ہے کہ گویا وہ آنکھوں کے سامنے زندہ موجود ہے،اور یہ ایسی بری بات ہے کہ ہر عقل سلیم و دین مستقیم والا اس کا انکار کرتا ہے اور کوئی شخص یہ خیال نہیں کرسکتا کہ جس کے پاس حیاء وایمان ہے وہ اس کو جائز قرار دے گا)(۱)

(۱) فتاوی اسلامیۃ:۳/۱۸۷

''ڈش آنٹینا'' کا حکم

آج کل ایک اور چیز کا رواج ہوگیا ہے جس کو ''ڈش آنٹینا'' کہتے ہیں، اور اس کے ذریعہ دنیا بھر کے تمام ٹی وی اسٹیشنوں سے جب چاہے اور جو چاہے دیکھا جا سکتا ہے، اس کے بارے میں بھی ان علماء کے کلام میں حکم بیان کیا گیا ہے، لیجئے ملاحظہ کیجئے:

(ا) ''ڈش آنٹینا'' کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا یہ جائز ہے؟ جبکہ اس میں تمام دنیا بھر کے چینلوں سے اچھی بری سب قسم کی چیزیں ٹیلی ویژن پر نمایاں کی جاتی ہیں؟ اس کا جواب شیخ عثیمین نے دیا کہ:

”ولا شك أن الدول الكافرة لاتألوا جهداً في إلحاق الضرر بالمسلمين عقيدةً وعبادةً وخلقًا وآدابًاوأمنًا، وإذا كان كذلك فلايبعد أن تبث من هذه المحطات ما يحقق لها مرادها ،وإن كانت قد تدس في ضمن ذلك ما يكون مفيداً من أجل التلبيس والترويج ،لأن النفوس لا تقبل – بمقتضى الفطرة–ما كان ضرراً محضاً ،ولكن المؤمن حازم فطن علمه الله تعالى كيف يقارن بين المصالح والمفاسد وبين المنافع والمضار وعنده من القوة والشجاعة ما يستطيع به التخلص من أوضار هذه المفساد والمضمار وإذا كان أمر هذه الدشوش ما ذكر في السوال فإنه لا يجوز اقتناؤها والدعاية لها ولا بيعها و شرائها لأن هذا من التعاون على الإثم والعدوان المنهي عنه“۔

(اس میں شک نہیں کہ کافر حکومتیں مسلمانوں کو عقیدے، عبادت اخلاق و آداب اور امن کے لحاظ سے نقصان پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتیں، اور جب معاملہ ایسا ہے تو یہ کوئی بعید نہیں کہ وہ ان ٹی وی اسٹیشنوں سے وہ بات نشر کریں جوان کی مراد کو پورا کرنے والی ہو، اگر چہ اسی کے ضمن میں تلبیس وترویج کے لئے مفید باتیں بھی اس میں ٹھونس دی جاتی ہیں، کیونکہ فطرۃً نفوس ان چیزوں کو قبول نہیں کرتے جو محض نقصان دہ ہوں، لیکن مومن بڑا محتاط اور ذہین ہوتا ہے جسے اللہ تعالی یہ سکھاتے ہیں کہ وہ کس طرح مصالح و مفاسد اور منافع ومضار کے مابین جوڑ پیدا کرے، اوراس کے پاس ایک قوت وشجاعت ہے جس سے وہ ان مفاسد ومضار کے نقصان سے بچ سکتا ہے، اور جب ان ڈشوں کا معاملہ وہ ہے جو سوال میں مذکور ہے تو ان کو لینا اوران کی دعوت دینا اوران کا بیچنا اورخریدنا سب ناجائز ہے کیونکہ یہ گناہ اور ظلم پر تعاون ہے جس سے منع کیا گیا ہے)(۱)

(۲) شیخ عبدالعزیز ابن باز نے ''ڈش آنٹینا'' کے متعلق بیان کہا کہ:

" أما بعد فقد شاع في هذه الأيام بين الناس ما يسمى "الدش" أو بأسماء أخرى، وأنه ينقل جميع ما يبث في العالم من أنواع الفتن والفساد والعقائد الباطلة والدعوة إلى أنواع الكفر والإلحاد مع ما يبثه من الصور النسائية ومجالس الخمر والفساد وسائر أنواع الشر الموجودة في الخارج بواسطة التلفاز ـ وثبت لدي أنه استعمله الكثيرمن الناس ، وأن آلاته تباع وتصنع في البلاد ، فلهذا وجب علي التنبيه على خطورته ووجوب محاربته والحذر منه وتحريم استعماله في البيوت وغيرها

(۱) فتاوی اسلامیۃ: ۳۷۸/۴

وتحريم بيعه وشرائه وصنعته أيضا لما في ذلك من الضرر العظيم والفساد الكبيروالتعاون على الإثم والعدوان ونشر الكفر والفساد بين المسلمين والدعوة إلى ذلك بالقول والعمل ، فالواجب على كل مسلم و مسلمة الحذر من ذلك والتواصي بتركه"

(ہمارے اس زمانے میں ایک چیز شائع ہوئی ہے جس کولوگ ''ڈش'' وغیرہ نام رکھتے ہیں، اور یہ وہ تمام چیزیں شائع کرتی ہے جو عالم میں مختلف قسم کے فتنے و فساد، عقائد باطلہ، اور کفر والحاد کی انواع واقسام کی طرف دعوت کی قبیل سے شائع ہوتی ہیں، ساتھ ساتھ عورتوں کی تصاویر، شراب وفساد کی مجالس اور دیگر شرور جو باہر کی دنیا میں موجود ہے اس کو بھی ٹیلی ویژن کے واسطے سے شائع کرتی ہے، اور میرے نزدیک یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس کو بہت سے لوگ استعمال کرتے ہیں اور یہ آلہ ہمارے شہروں میں بھی خریدا اور بیچا اور بنایا جا رہا ہے، لہذا مجھ پر واجب ہوا کہ میں اس کے خطرہ پر اور اس کی مخالفت اور اس سے پرہیز کے واجب ہونے پر اور گھروں وغیرہ میں اس کے استعمال کے حرام ہونے پر اور اس کے خریدنے، بیچنے اور بنانے کے حرام ہونے پر لوگوں کو تنبیہ کروں، کیونکہ اس میں عظیم نقصان، بڑا فساد، اور گناہ وظلم پر تعاون اور مسلمانوں کے درمیان کفر وفساد اور قول وعمل سے اس کی طرف دعوت ہے، لہذا ہر مسلمان مرد وعورت پر اس سے بچنا اور اس کو چھوڑنے کی نصیحت کرنا واجب ہے)(۱)

(۳) نیز شیخ ابن جبرین نے کہا کہ ''ڈش آنٹینا'' کے بارے میں وضاحت کی ہے کہ:

(۱) فتاوی اسلامیہ: ۳۷۶/۴

” هذا الجهاز إذا حصل به استقبال ما تبثه الدول الكافرة كاليهود والنصارى والرافضة وحصل بسببه بثة فتنة و شك وميل إلى الحرام وفعل الجرائم من الزنا ونحوه ومن السرقة والاختلاس ومن افساد المال في سبيل الحصول على الحرام من المسكرات والمخدرات ومن الشكوك في العقائد الإسلامية ونشر الشبهات التي توقع المسلم في حيرة من دينه ومن تعظيم دين الكفار وتمجيد أفعالهم وإنتاجهم ونحو ذلك من المفاسد فإنه حرام بيعه وشراؤه والدعاية له و إيراده ونشره لدخول ذلك في التعاون عليه الإثم والعدوان ولكونه يتعاطى فعلا يجره إلى الفساد “

(اس آلہ (ڈش آنٹینا) سے جب یہود ونصاری اور روافض کی کافر مملکتوں کی جانب سے نشر کی جانے والی باتوں کا استقبال ہو رہا ہے اور اس کے سبب فتنہ اور دینی امور میں شک اور حرام چیزوں کی طرف میلان بڑھ رہا ہے، اور جرائم جیسے زنا وغیرہ اور چوری وڈکیتی اور نشہ آور چیزوں کے حاصل کرنے کے لئے مال کو بگاڑنا، اور اسلامی عقائد میں شکوک اور شبہات کی نشر واشاعت جو مسلمان کو دین کے بارے میں حیرت میں ڈالدے، اور کافروں کے دین کی تعظیم و بڑائی اور ان کے افعال اور ان کی چیزوں کی تعریف وتوصیف وغیرہ مفاسد پھیل رہے ہیں تو اس کا بیچنا، خریدنا، اس کی دعوت دینا، اس کو لانا اور نشر کرنا سب حرام ہے کیونکہ یہ تعاون علی الاثم والعدوان میں داخل ہے) (۱)

ان عرب علماء کے فتاوی سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کیمرے سے لی جانے

(۱) فتاوی اسلامیہ: ۴/ ۳۷۸

والی تصویر جس کو عکسی یا شمسی تصویر کہتے ہیں اور ٹی وی اور ویڈیو کی تصویریں بھی تصویر ہی کا حکم رکھتی ہیں اور عام تصویروں کی طرح ان کا حکم بھی حرام وممنوع ہونے ہی کا ہے، اوران میں اگر فحش و بے حیائی بھی ہوتو اس کی حرمت مزید ہو جاتی ہے، اور یہ کہ موجودہ حال میں ٹیلی ویژن ایک خطرہ ہے اور اس کو علماء کرام کی رہنمائی میں اگر اسلامی طریقہ کے مطابق ڈھال لیا جائے تو خوب ورنہ اس کی حرمت واضح ہے۔

فقط

محمد شعیب اللہ خان

مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور